

نذرِ خلافت

ہفت روزہ

لاہور

23

سلسل اشاعت کا
31 وال سال

تنظيم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 ذوالقعدہ 1443ھ / 20 جون 2022ء

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور تکریم ہر مسلمان کے لیے سرمایہ حیات ہے اور اس کے بغیر کوئی مسلمان ایمان کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت و عقیدت مسلمان کے ایمان کا بنیادی جزو ہے اور کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک رسول اللہ ﷺ کو تمام رشتہوں سے بڑھ کر محبوب و مقرب نہ جانا جائے۔ اور یہی چیز اہل اسلام کو دنیا کی دیگر مذہبی روایات سے ممتاز کرتی ہے۔ اہل اسلام کا یہ تہذیبی سرمایہ ہمیں اندر ہیروں میں روشنی دکھاتا ہے اور ماہیوں سے نجات دلاتا ہے۔ جب تک مسلمان کا دل اس جذبہ سے سرشار اور آباد رہتا ہے وہ کبھی اغیار سے مغلوب نہیں ہوتا۔ اسی تہذیبی دولت و سرمایہ کی پیش و حرارت سے مسلمانوں نے ہزار برس سے زائد تک دنیا کے سامنے علمی، عملی، معاشی و ریاستی اور فکری و فنی میر العقول کارناٹے سر انجام دیئے۔ عالم کفر نے اسی بات کو مسلمانوں کی کمزوری بنانا چاہا ہے اور ایسے ایسے فتنے اور فرقے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جن کی کاوشوں کا مقصد اولین یہ ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کے قلوب واذہان سے عشق و ادب رسول ﷺ کے والہانہ جذبوں کو کم کیا جائے۔ علامہ محمد اقبال نے ان کی اس بد نیتی کو یوں بے نقاب کیا:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمد اس کے بدن سے نکال دو!
مسلمان جب بھی اپنے نبی کریم ﷺ سے والہانہ تعلق کی بات کرتا ہے تو غیر مسلم اور عملی و فکری طور پر مغلوب و مغلوق نام نہاد روش نیاں پرستی کا طعنہ دے کر اس جذبے کو سرد کرنے اور خود مصلح بننے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان منافقوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:
﴿أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْسُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (آل عمران: 13) "خبردار! وہی حق ہیں مگر جانتے نہیں۔"

خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت ہی اسلام سے۔ قرآن مجید میں اطاعت و اتباع کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم، تکریم اور ادب کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن کریم میں تعظیم و ادب بجالانے والوں کی تحسین کی گئی، انہیں اجر عظیم اور بخشش کی نوید سنائی گئی جبکہ اس کے بر عکس آداب و تعظیم سے غفلت برتنے والوں کو تنبیہ بھی کی گئی اور دردناک عذاب کا انعام بھی سنایا گیا۔ آپ ﷺ کو اپنے بھائیوں اور گستاخی کرنے والوں کے لیے سخت احکامات نازل ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام ﷺ کی زندگیاں عشق مصطفیٰ ﷺ اور ادب مصطفیٰ ﷺ سے عبارت ہیں۔ اور یہی طرزِ عمل ہم سے بھی مطلوب ہے۔ بقول مولانا ظفر علی خان

نہ جب تک کث مردوں میں خواجہ بطيحا کی حرمت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

مرتب کردہ: فرید اللہ مروت

اس شمارے میں

سود کی حرمت: خبائیں اور.....

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ

وَرَفَعَنَا لَكَ ذِكْرَكَ!

پلی تماشا یا انقلاب

سیدہ امّ ایوب الانصاریہ ﷺ

amerikah paksitan me LBGTQI
کا پشت پناہ کیوں؟



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ الشَّعْرَاءَ

وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكُفَّارِ^{۱۹}
قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الصَّالِّيْنَ^{۲۰}

آیت: ۱۹ «وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكُفَّارِ^{۱۹}» ”اور تم نے جو اپنا وہ کام کیا جو کیا، اور تم نا شکر و میں سے ہو۔“

فرعون نے اپنے مزعومہ احسانات جتنا کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی یاد دلادیا کہ تم نے ہمارے ایک آدمی کو بھی قتل کیا ہوا ہے۔ اور آخر میں بڑی رعنوت سے کہا کہ تم کتنے نا شکر گزار اور احسان فراموش ہو!

آیت: ۲۰ «قَالَ فَعَلْتُهَا إِذَا وَأَنَا مِنَ الصَّالِّيْنَ^{۲۰}» ”موسیٰؑ نے کہا: میں نے وہ تب کیا تھا جب کہ میں ناواقفوں میں سے تھا۔“ یعنی یہ فعل مجھ سے نا دانتگی میں ہوا تھا اور اس وقت میں ابھی حقیقت سے نا آشنا بھی تھا۔ ابھی رسالت اور نبوت مجھے نہیں ملی تھی اور میں خود تلاشِ حقیقت میں سرگردان تھا۔ لفظ ”الصال“ کے دو معانی ہیم کے بارے میں سورۃ الفاتحہ کے مطلع کے دوران وضاحت کی جا چکی ہے۔ اس لفظ کے ایک معنی توراستے سے بھٹک جانے والے اور غلط فہمی کی بنابر کوئی غلط راستہ اختیار کر لینے والے کے ہیں، لیکن اس کے علاوہ جو شخص ابھی درست راستے کی تلاش میں سرگردان ہو اس پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور اسی مفہوم میں یہ لفظ سورۃ الصھی کی اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال ہوا ہے: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًا فَهَدَى﴾ (۷) کہ ہم نے آپؐ کو تلاشِ حقیقت میں سرگردان پایا تو راہنمائی فرمادی!

دعوت الی اللہ کی راہ میں رکاوٹیں



عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافِ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوذِيْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذِي أَحَدٌ ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبَلَلٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِيرٍ إِلَّا شَيْءٌ يُؤْارِيهِ إِبْطَبَلَلٍ)) (رواه الترمذی وابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں اللہ کی راہ میں ڈرایا اور ستایا گیا ہوں۔ میری طرح نہ کسی کو ڈرایا گیا ہے اور نہ ستایا گیا ہے۔ مجھ پر مسلسل تیس دن اور رات ایسے بھی گزرے ہیں کہ اس عرصہ میں میرے اور بلال کے لیے ایسی خوراک نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے، سوائے اس تھوڑی سی چیز کے جو بلال نے اپنی بغل میں چھپا کھی تھی۔“ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ!

دنیا میں انبیاء اور رسول کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی ہوتی ہے گویا وہ اللہ کے فرمودات اور احکامات اللہ کے بندوں تک پہنچانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور انہیں اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر چلانے کی اپنی تینیں کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص ہے یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا گویا رسول کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے۔ پھر رسولوں میں پانچ اولو العزم رسول ہیں۔ جیسا کہ آیت ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: 35) ”پس (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو۔“ کی روشنی میں تفسیر طبری اور ابن عباسؓ کے تحت اس کی تفسیر میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولو العزم رسول ہیں۔ انبیاء اور رسول کی اس سنہری زنجیر میں آخری نبی اور رسول حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرآن پاک نے حتی طور پر کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلِكُنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ ط﴾ (الاذاب: 40) ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں۔“ گویا نبوت کا دروازہ تاقیامت بند کر دیا گیا۔ لیکن آخری نبی اور رسول ہونے سے کہیں بڑھ کر فضیلت کی بات یہ ہے کہ آپ پر دین کی تکمیل بھی ہو گئی۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿أَلَيْوَمْ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَيْتُ وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ط﴾ (المائدہ: 3) ”آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“ یہ انتہائی فضیلت کا رتبہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل کی گئی یعنی قرآن پاک اُسے نہ صرف حتیٰ اور آخری آسمانی صحیفہ قرار دیا گیا۔ بلکہ بڑے دوڑوں انداز میں اُس کے متن کی تاقیامت حفاظت کا اعلان بھی کیا گیا۔ کسی دوسری آسمانی کتاب کے تحفظ کا اللہ نے وعدہ نہیں کیا، اسی لیے اُن میں تحریف ہو گئی۔ ہر زمانے میں حفاظ قرآن پاک کے متن کی حفاظت کے زندہ ثبوت کے طور پر موجود رہے اور آج بھی ہیں۔ پھر اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کتاب جس شب نازل کی اُسے شب قدر قرار دے دیا اور وضاحت فرمادی کہ اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ اس مقدس کتاب میں جہاں انسان کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر زندگی گزارنے کے طریقے ماضی کی مثالیں دے کر حال کی طرف توجہ دلا کر اور مستقبل کے اشارے دے کر سمجھائے اور سکھائے گئے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت بیان فرمائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مثل، بے نظیر اور لا ثانی قرار دیا۔ کہیں فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝﴾ (المشرح: 4) ”اور تمہارا ذکر بلند کیا۔“ کہیں فرمایا:

نہایہ خلافت

تنا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لاکھیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظام خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرعوم

14 ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ جلد ۳۱
14 ۲۰ جون ۲۰۲۲ء شمارہ ۲۳

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید

مدیر ایوب بیگ مرزا

اداری معاون فرید اللہ مرود

نگران طباعت: شیخ حیم الدین
پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری

طبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملکان روڈ چونک لاہور۔ پوٹھ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-36 کے ماذل ٹاؤن، لاہور۔

E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرون ملک 800 روپے^{.....}
بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، امریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال
کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون زگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بارے میں انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کیے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دوسری طرف، ہلی میں بی جے پی کے میڈیا یا ہمیڈیوں نے جنداول نے انتہائی تنازع ٹوٹ کیا۔ جس میں کھلم کھلا اسلام اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی۔ بی جے پی سے ہٹائے جانے کے بعد، اس نے اپنا ٹوٹ پروفارکل تبدیل کیا، اپنے سابقہ عہدہ کو ہٹا دیا اور اس کی جگہ ”ہندو فخر“ اور ”قوم پرست“ شامل کیا۔ بی جے پی کے مرکزی رہنماؤں کے ان گستاخانہ بیانات پر بھارت سمیت دنیا بھر میں شدید احتجاج جاری ہے۔ ٹوٹ پر بایرکاٹ انڈیا کے نعرے بلند ہونے لگے، عرب دنیا کے مسلمانوں نے بھی اپنے شدید عمل کا اظہار کیا ہے اور سعودی عرب میں بھی یہ ٹرینڈ ٹاپ پر ہے۔ مصر، سعودی عرب، قطر، بھرین اور کویت میں بایرکاٹ انڈیا کی مہم چل پڑی ہے اور بھارت سے درآمد شدہ اشیاء استعمال نہ کرنے کی اپیل کی جا رہی ہے۔

اندازہ کیجئے کہ مشرق وسطیٰ کے مسلمانوں کے سخت رعایت کی وجہ سے وہاں کے حکمرانوں کو بھی بھارت سے کسی نہ کسی سطح پر رابطہ ختم کرنا پڑا۔ جس کے نتیجہ میں ہندو توا کی طرف اندھادھند بڑھنے والی بی جے پی کی حکومت بدجنت ملعون اور ملعونہ کے خلاف ایکشن لینا پڑا۔ مسلم دنیا خاص طور پر مشرق وسطیٰ کے حکمران اگر ایک عرصہ تک مستقل طور پر اور تسلسل سے سفارتی اور تجارتی دباؤ ڈالیں تو کیا بھارت اوندھے منہ نہیں گر جائے گا۔ بھارت کی اکانومی بر巴اد ہو جائے گی اور وہ بھارت کے مسلمانوں پر ظلم و ستم ختم کرنے پر مجبور نہیں ہو جائے گا اور کشمیر کے حوالے سے اُس کی اٹوٹ انگ کی رٹ اپنے مفادات تلے دب نہیں جائے گی۔ ہم سمجھتے ہیں اگر امت مسلمہ کچھ دیر کے لیے دنیوی سودا زیاد سے لا تعلق ہو کر یہ موقف اپنائے کہ دنیا کے جس ملک میں بھی حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہوگی یا اسلامی شعائر کا مذاق اڑا یا جائے گا یا مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوگا۔ امت مسلمہ یک زبان اور یک جان ہو کر اُس کا مقابلہ کرے گی تو دنیا کا کوئی ملک دین اسلام کے خلاف زبانی یا عملی کسی نوع کی کارروائی نہیں کر سکے گا۔ لہذا آج اگر یورپ اور بھارت میں مسلمان خواتین کے چہروں سے نقاب نوچے جا رہے ہیں یا فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا جا رہا ہے تو یہ سب ہماری کمزوری، بدعملی اور حماقتوں کا نتیجہ ہے اور اگر ہمارا اور خصوصاً مسلمان حکمرانوں کا یہی طرز عمل رہتا ہے تو ظاہری احتجاج جتنا چاہیں کر لیں، اسلامی شعائر اور مقدس ہستیوں کی توہین کا سلسلہ جاری رہے گا بلکہ بڑھتا چلا جائے گا اور ہم احتجاج کی رسم ادا کر کے خود کو مطمئن کرتے رہیں گے۔ گویا ہم خود دشمن کی اسلام مخالف کارروائیوں کا سبب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر حرم کرے اور اپنی حج روی ختم کرنے کی توفیق عطا کرے تاکہ امت کے تن مردہ میں جان پڑ سکے۔

﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى﴾ ① مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى ② وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ③ إِنْ هُوَ إِلَّا وَجْهٌ يُؤْنَى ④﴾ (النجم)“تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے، کہ تمہارے رفیق (محمد ﷺ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھکلے ہیں۔ اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکلتے ہیں۔ یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔“ یہ تو چند مثالیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیے آپ ﷺ کی شان بیان کی اُس کا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ بقول مرزاغالب

غالب شنائے خواجه بہ یزدان گذشتیم

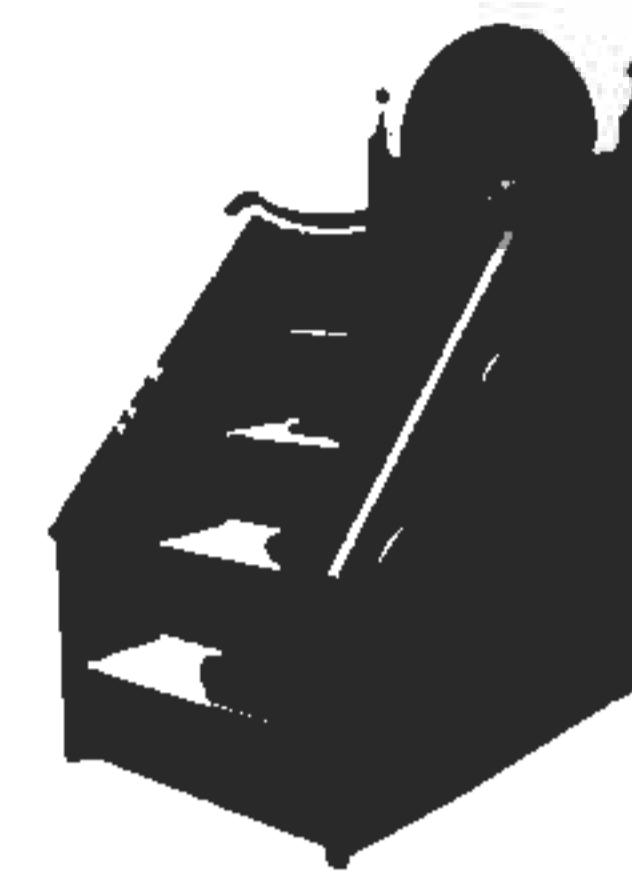
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

پھر یہ کہ وہ رات جسے ہم شبِ معراج کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا قیامت تک کہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت آپ ﷺ کا عشق مجرا تی طور پر دیعت کر دیا۔ مسلمان اسلام کے احکامات پر عمل کرتا ہو یا نہ کرتا ہو آپ ﷺ کے نام پر، آپ ﷺ کی عزت و عظمت پر، آپ ﷺ کی ناموس پر جان، مال اولاد پنجاور کرنے پر تیار نظر آتا ہے۔ یہ اُن مسلمانوں کا حال ہے جنہیں آپ ﷺ کا دیدار بھی نصیب نہ ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے باعثِ رحمت نہیں بلکہ رحمۃ للعلمین تھے۔ ارشاد ہوتا ہے: «وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝﴾ (الأنبياء)“ اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہان کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ محسن انسانیت تھے۔ دنیا غور کرے، آپ ﷺ نے غیر مسلموں پر کیسے کیے احسان کیے؟ آزادی، اخوت، مساوات، قانون کی بالادستی، انسانی زندگی کی اہمیت، جانوروں پر حرم کھانا بھی۔ آپ ﷺ نے دنیا کو بتایا اور سمجھایا اور گرنہ دنیا ان صفات سے نا آشنا تھی۔ آج یہ غیر مسلم کائنات کی عظیم ترین ہستی کے بارے میں ہر زہ سرائی اور بدگوئی کریں تو یہ بدترین احسان فراموشی نہیں تو اور کیا ہے؟ آج مسلمانوں کے دل زخمی ہیں کیونکہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی مرکزی ترجمان نپور شرما کی جانب سے ایک ٹی وی پروگرام کے دوران اسلام اور حضور ﷺ کے حوالے سے انتہائی توہین آمیز گفتگو کی گئی۔ گستاخی کی تمام حدیں عبور کر دی گئیں۔ ملعونہ نپور شرما نے گزشتہ ماہ انڈیا کے مقامی نیوز چینل ٹائمز ناؤ کے ایک پروگرام میں شرکت کے دوران گیانو اپی مسجد کے تنازعے پر بات کرتے ہوئے حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی کے حوالے سے ہر زہ سرائی کی۔ اس نام نہاد مباحثے کے دوران جب ملعونہ نپور شرما اور مسلم پیشیکل کوسل آف انڈیان ای تیکٹ نیوز کے صدر ڈاکٹر تسلیم رحمانی کے درمیان سخت لفظوں کا تبادلہ ہوا تو نپور شرما نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ جلیلہ

(سورۃ الحمد کی آیات 3 اور 4 کی روشنی میں)



جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ علیؒ کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

یہ بات کی سمجھ نہیں آتی؟ میں کپڑا تیار کرنے کے لیے چرخہ چلاتی ہوں، میرے چلائے بغیر چلتا نہیں تو تیرا کیا خیال ہے، یہ سورج چاند ستارے خود بخود پیدا ہو گئے اور خود بخود چل رہے ہیں؟ یہاں سے شروع کریں اور آج کا کوئی سائنسی ذہن رکھنے والا شخص ہو، وہ بھی اس کائنات کے نظام پر غور فکر کرے، جتنا غور کرے گا اپنی کم علمی لامبی، جاہلیت اور کمزوری اور بے بسی کا اتنا ادراک ہو گا اور اتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے ہمارے سامنے واضح ہوتے چلے جائیں گے۔

والباطن: ایک طرف اس کی قدرت کے نظارے بتاتے ہیں کہ کوئی ہے جو پیدا کرنے والا ہے، کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے۔ البتہ وہ نظر بھی نہیں آرہا۔ یعنی اتنا پوشیدہ بھی ہے کہ اس سے زیادہ پوشیدہ کوئی نہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ③

"اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔"

پچھلی آیت میں آیا تھا: و هو علىٰ کل شیٰ قدیر۔ اب آیا و هو بکل شیٰ علیم۔ ان دونوں آیات کے مجموع سے عقیدہ آخرت بھی بیان ہوتا ہے۔ اس لیے کہ کئی مرتبہ انسانوں کو یہ شبہ ہوا کہ کیسے ممکن ہے کہ جب ہم مٹی مٹی ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اس کے جواب میں پہلی آیت ہے کہ و هو علىٰ کل شیٰ قدیر۔ جس نے پہلی مرتبہ پیدا فرمادیا، دوبارہ پیدا فرمانا اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔ اسی طرح کبھی انسانوں کو شبہ ہوتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری ایک ایک بات ریکارڈ پر آجائے؟ اس کے جواب میں یہ آیت آگئی کہ ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ③ extraction of second

فُوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ ذُو نَكَشَيْءٌ﴾) "اے اللہ! تو ہی وہ اول ہے جس سے پہلے کچھ نہیں۔ اور تو ہی وہ آخر ہے جس کے بعد کچھ نہیں ہو گا۔ تو ہی ظاہر ہے، تجھ سے بڑھ کر نمایاں یا بالاتر کوئی نہیں اور اے اللہ! تو ہی ایسا باطن ہے کہ تجھ سے زیادہ مخفی کوئی نہیں!" زیر مطالعہ آیت میں انہی چار صفات کا ذکر آیا:

الاول: جب کائنات بھی نہیں تھی تو اللہ تھا۔ لہذا وہ اول ہے جس سے قبل کوئی شے نہیں۔

والآخر: سب سے آخر میں بھی اللہ ہی ہو گا۔ ہم عارضی طور پر ہیں، پھر مر جائیں گے۔ سورۃ الرحمن میں فرمایا:

مرتب: ابوابراهیم

﴿لَتَبَرُّكَ اسْمُرِبِكَ ذِي الْجَلْلِ وَالْإِكْرَامِ﴾ "بہت بارکت نام ہے تیرے رب کا جو بہت عظمت والا بہت اکرام والا ہے۔"

اصل تو اللہ ہے، البتہ ہماری زندگی اللہ کے اذن سے ہے، ہمارا وجود اس کی قدرت کا شاہکار ہے۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ مگر وہ از خود الحی (زندہ) ہے، القیوم (قائم رکھنے والا، تھامنے والا ہے)۔

والظاہر: یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جا بجا اس پوری کائنات میں اور ہمارے وجود میں موجود ہیں۔ کسی بدوسے پوچھا گیا کہ تم نے رب کو کیسے پہچانا؟ وہ کہتا ہے: یہ بکری کی میکنیاں نظر آرہی ہیں؟ یہ میکنیاں بتا رہی ہیں کہ یہاں سے کسی بکری کا گزر ہوا ہے تو کیا یہ زمین، یہ آسمان، یہ پہاڑ، یہ انسان، یہ جانور یہ سب کچھ نہیں بتا رہا ہے کہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے۔ ایک بوڑھی اماں سے پوچھا گیا کہ تم نے اللہ کو کیسے پہچانا؟ اس نے کہا: کنجت اتنی

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد! قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ہم ان شاء اللہ سورۃ الحمد کی آیات 3 اور 4 کا مطالعہ کریں گے۔ اس سے قبل ہم نے ابتدائی دو آیات کا مطالعہ کیا جن میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا ذکر آیا۔ ایک تسبیح وہ ہے جو جمادات اور نباتات بھی کر رہے ہیں مگر ایک تسبیح وہ ہے جو اللہ کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ بندے اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے تابع بھی کریں، اللہ کے حکم کی دعوت بھی دوسروں کو دیں اور اللہ کے حکم کے نفاذ کی جدوجہد بھی کریں۔ اسی کے ساتھ ذکر کر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اللہ تعالیٰ خالق و مالک بھی ہے، اللہ تعالیٰ حاکم بھی ہے۔ یعنی دین کے اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ جیسے نماز ادا کرنا لازم ہے اسی طرح اس بات کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ پوری کائنات کا بادشاہ بھی ہے لہذا زمین پر اسی کا نظام چلنا چاہیے۔ پھر ذکر کر آیا کہ وہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی دیتا ہے اور وہ اللہ ہر ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی وہ اللہ تم سب کو دوبارہ پیدا کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب تیسری آیت میں فرمایا:

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ "وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔"

الاول، الآخر، الظاہر و الباطن، یہ چار اللہ کے صفاتی نام ہیں۔ ان کے مفہوم کے اعتبار سے ایک حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نقل کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اللَّهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ

کیا مشکل ہے؟ کہتے ہیں کہ انسان نے آج تک اوس طا
تقریباً پنے دماغ کا 7 فیصد استعمال کیا ہے۔ آئن سنائیں جیسے
لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے دس فیصد
استعمال کیا ہوگا۔ ذرا سوچنے کہ جس حضرت انسان نے صرف
سات فیصد دماغ استعمال کیا اور اتنا کچھ انتظام کر لیا کہ آج
انسان کی ایک ایک حرکت اور ایک ایک لفظ لاکھ ٹائم
محفوظ ہو سکتا ہے تو اس انسان کے خالق کے لیے کیا مشکل
ہے کہ وہ انسانوں کا سارا ریکارڈ represent کر دے۔
جاہل قسم کے فلاسفیوں میں یہ بھی ایک جہالت
موجود ہے کہ Allah bothered for is Allah bothered for every person۔ اس نے یونیورس کو بنایا، گلیکیسیز
ہیں، سورسٹمز ہیں، سب کچھ ہے لیکن اللہ ہر انسان کے
بارے میں پریشان ہوگا؟ فکر کرے گا اس کی؟ تو یہ جاہل
فلسفیوں کا تصور ہے۔ آفاقی حقیقت یہ ہے کہ
میکرولیوں کی بات ہو یا مائیکرولیوں کی بات ہو اور ماٹکرو
کا بھی فریکیشن آف پرستش ہو والداس سے بھی واقف ہے۔

یہی ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوْسُّعُ بِهِ نَفْسُهُ﴾ (سورۃ: 16) اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے
اور ہم خوب جانتے ہیں جو اس کا نفس و سو سے ڈالتا ہے۔

ہر انسان کے دل میں اٹھنے والا وسوسہ بھی اللہ کے علم میں
ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرَّاً أَيْرَهُ﴾ (الزلزال: 8)
”اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی
اسے دیکھ لے گا۔“

انسان اپنی بریک کر کے الیکٹران اور پرولٹان تک
پہنچا، بکھی غور کیا کہ یہ کس نے بنائے؟ اللہ اکبر کبیر! یعنی
اگر اتنا ذرا بھی ہے تو وہ بھی اللہ کے علم میں ہے۔ کوئی بچنے
کا امکان ہے؟ بہرحال ان دو باتوں کو بار بار قرآن کریم
ہائی لائٹ کرتا ہے کہ وہو کل شی قدری، وہو بکل شی
علیم۔ اس لیے کہ ہم ہوش میں آ جائیں، فکر مند ہو جائیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ ہم تہائی میں
بیٹھ کر سوچیں کہ کیا ہم لوگ یوم حساب کا سامنا کرنے کے
لیے تیار ہیں؟ ہم تو کر کے بھول جاتے ہیں، اللہ تھوڑا ہی
بھولتا ہے۔ سورۃ المجادہ میں فرمایا:

﴿أَخْضُهُ اللَّهُ وَنَسُوْهُ ط﴾ (آیت: 7) ”اللہ نے ان
(اعمال) کو محفوظ کر رکھا ہے جبکہ وہ انہیں بھول چکے ہیں۔“
جس کسی نے سماں فون استعمال کیا، ہم سب کا سارا ریکارڈ
دستیاب ہو گیا۔ ہم نے کہاں سفر کیا، کس کس ویب سائٹ

پر کئے ہیں سب کچھ محفوظ ہو گیا ہے۔ اگر کوئی کو سارا کچھ
پتا ہے تو خالق کائنات کو نہیں پتا ہو گا؟ قرآن میں ارشاد
ہوتا ہے:

﴿إِنَّرَا كِتَبَكَ طَّغَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾ (بنی اسرائیل) ”پڑھ لو اپنا اعمال نامہ!
آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔“

﴿بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ﴾ (القيمة)
”بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت
رکھتا ہے۔“

اس ملک کے اندر بڑے بڑے ڈاکو، چور، مافیا، لوٹنے
والے بھی ہیں۔ اللہ ہر طرح کے جرم اور گناہ سے حفاظت
فرمائے۔ عدالت میں جرم ثابت نہ ہو سکا، ثبوت مل نہ
سکا، وہ نفع گیا لیکن چور کو تو پتا ہے وہ چور ہے۔ اسی لیے
آسمان اور زمین کے الفاظ قرآن پاک میں

کائنات کے لیے آتے ہیں۔ صدیوں پہلے کا انسان بھی
آسمان کو جانتا تھا، زمین کو جانتا تھا اور یہی وسعت اس کی
نگاہوں میں تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے الفاظ ایسے

پریس ریلیز 10 جون 2022ء

امت مسلمہ تحفظ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدامات کرے

شجاع الدین شیخ

امت مسلمہ تحفظ ناموسِ رسالت کے لیے عملی اقدامات کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر
شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ فی الحال مسلمان حکمران اس حوالے سے
محض زبانی جمع خرچ کر رہے ہیں۔ تجارتی بائیکاٹ کا جزوی عمل بھی محض عوام اور مذہبی رہنماؤں کی
سطح پر ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بد قسمی سے پاکستان میں بھارتی اشیاء کے بائیکاٹ کا معاملہ نہ
عوامی سطح پر سامنے آیا ہے اور نہ ہی حکمرانوں نے اس حوالے سے کوئی احکامات جاری کیے ہیں۔
انہوں نے کہا کہ بی جے پی حکومت کی سرپرستی میں بھارت میں ہونے والے توہین رسالت کے
اندوہناک واقعات کے باوجود حکومت پاکستان نے نہ تو نہیں دہلی میں حال ہی متعین کردہ تجارتی اپنی
کو واپس بلا یا ہے اور نہ ہی تجارتی اور سفارتی تعلقات کو مکتر سطح پر لایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا
وہ شمناں اسلام امت مسلمہ کی کمزوری اور انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی شعائر کے خلاف
اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعہ کے خلاف مشرق وسطی میں
عوامی رد عمل کی وجہ سے ہندوتووا کی طرف انداھا دھند بڑھتی ہوئی بی جے پی کی حکومت کو کچھ
ظاہری اقدامات کرنے پڑے ہیں۔ اگر امت مسلمہ متحد ہو کر اور تسلسل سے اپنا رد عمل ظاہر کرے
اور بھارت سے تجارتی اور سفارتی تعلقات ختم کرنے کی طرف اقدام اٹھائے تو بھارت فوری طور
پر نہ صرف اسلامی شعائر کے خلاف اقدام ترک کر دے گا بلکہ کشمیر پر ظلم و ستم ڈھانے سے گریز
کرنے پر بھی مجبور ہو جائے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشتاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

استعمال فرمائے۔ البتہ اس لی و سعتوں کا احاطہ لرنابندوں کے لیے ممکن نہیں ہے۔ جتنا ساواںے اور سائنس دان کائنات کی کھونج میں آگے جاتے ہیں اتنا ہی ہم سب کا تحسیس بڑھتا ہے کہ یہ کائنات ابھی expanding discover نہیں کر سکے۔ اسی انسان کو اللہ تعالیٰ بار بار غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ اپنے رب کو پہچانو، وہی اس کائنات کو بنانے والا اور اس کا نظام چلانے والا ہے، لہذا اسی کا حکم مانو۔ اس کو چھوڑ کر تم جن کے دین پر چل رہے ہو وہ تو ایک ذرا نہیں بن سکتے۔ خدائی اختیارات کے دعویدار تو فرعون اور نمرود جیسے لوگ بھی رہے مگر کسی نے بھی creation کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ دیکھئے کہ فرعون نے بھی جب خدائی کا دعویٰ کیا تو یہ کہا:

﴿فَقَالَ أَنَّا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾ (النازعات) ”پس کہا کہ میں ہوں تمہارا سب سے بڑا رب!“

یعنی اس نے رب ہونے کا دعویٰ تو کیا لیکن خالق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ فرعون کا بھی ایک باپ تھا، اس کا بھی باپ تھا اور اس کا بھی ایک باپ تھا۔ یعنی ان کو بھی کوئی پیدا کرنے والا تھا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ کائنات کو میں نے پیدا کیا۔ یہ دعویٰ صرف اللہ تعالیٰ ہی نے کیا ہے۔ یہ اللہ کی توحید کی دلیل ہے کہ خالق کائنات وہی ہے اور اسی کا حکم مانا جائے۔

چھ دن بہر حال ہمارے 24 گھنٹے والے دن نہیں ہیں بلکہ ان کو چھ مرحل بھی کہا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم! یہ مشابہات میں سے ہیں جن کا اصل مفہوم اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ البتہ سورہ حم السجدہ کی ابتدائی آیات میں ان چھ دنوں کی کچھ وضاحت آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دن میں زمین کو بنایا، اس پر خوارک کا انتظام کیا، وسائل کا اہتمام کیا اور پھر دو دن میں زمین کے آسمان کو سیست کیا۔ اس سے ایک اور نکتہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے زمین کو بنایا کہ دعاوں کا اوپر جانا سب اللہ کے علم میں ہے۔ فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعْلَمُ أَيِّنَ مَا كُنْتُمْ ط﴾ (الحدید: 4)

”اور تم کو اس میں رکھ دیے۔ اللہ کی شان کریمی اور اس کی صفت رزاقيت کو دیکھیے کہ بندے کو زمین پر بعد میں بھیجا ہے لیکن اس کے لیے زمین پر وسائل پہلے پیدا فرمائے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے بچہ ماں کے بطن سے بعد میں برآمد ہوتا ہے مگر اس ماں کے وجود میں بچے کی غذا کا انتظام اللہ پہلے فرمادیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ رزق دینے والا بھی اللہ ہے۔ کچھ ظالم اور جابر قسم کے لوگ ہر معاشرے میں ہوتے ہیں جو وسائل پر قابض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں، ان کا دراصل اللہ کی رزاقيت پر ایمان کم ہوتا ہے۔ اللہ کی صفت رزاقيت پر عدم اعتقاد بھی کفر یہ طرز عمل ہے جس سے

معاشرے میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح کا ایک لعریہ بھی لگایا جاتا ہے کہ: بچے دو ہی ایچھے۔ کیوں؟ کیا تم خالق اور رازق ہو گئے ہو معاذ اللہ۔ آگے فرمایا:

﴿ثُمَّ أَسْتَوْيَ عَلَى الْعَرْشِ ط﴾ (الحدید: 4) ”پھر وہ متمنکن ہوا عرش پر۔“

اللہ کا عرش مشابہات میں سے ہے کیونکہ اس کی حقیقت بھی اللہ ہی جانتا ہے۔ ہمارا ایمان ساری آیات پر ہے، عمل کے اعتبار سے محکمات پر توجہ زیادہ ہو گی اور مشابہات پر ایمان رکھیں گے۔ آگے اللہ تعالیٰ کی مزید قدرتوں کا ذکر ہے: آگے فرمایا:

﴿يَعْلَمُ مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ط﴾ (الحدید: 4)

”وہ جانتا ہے جو کچھ داخل ہوتا ہے زمین میں اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو کچھ اترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ چڑھتا ہے اس میں۔“

زمین میں جانے والا بچہ بھی ہوتا ہے۔ زمین کو بوکر کسان نے زمین کو برابر کر دیا اب اس کی آبیاری، حفاظت، نشوونما کون کر رہا ہے؟ پھر کوئی کوپنیل زمین سے باہر نکلے گی، پودے کا اگنا، فصل کا اگنا سب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اسی طرح مردے بھی زمین کے حوالے کیے جا رہے ہیں، وہ اللہ کے علم سے باہر نہیں ہیں اور ایک دن اللہ انہیں دوبارہ اٹھائے گا۔ اسی طرح زمین کے اندر چھپے ہوئے وسائل جن کو انسان استعمال کر رہا ہے سب اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ پھر آسمانوں سے فرشتوں کا اُترنا، کسی قوم کے لیے عذاب لے کر آرہے ہیں، کسی کے لیے رحمت لے کر نازل ہو رہے ہیں، یہ سب فیصلے اوپر ہی ہو رہے ہیں۔ پھر فرشتے بندوں کی رو جیں قبض کر کے آسمان میں چڑھتے ہیں، بندوں کے نامہ اعمال اور بندوں کی دعاوں کا اوپر جانا سب اللہ کے علم میں ہے۔ فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعْلَمُ أَيِّنَ مَا كُنْتُمْ ط﴾ (الحدید: 4) ”اور تم کہا جائیں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ انسان کے قریب ہوتا ہے۔ کتنا قریب فرمایا:

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ (سورة ق)

”اور ہم تو اس سے اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“

البتہ اس کی کیفیت ہم سمجھ نہیں سکتے، کیوں؟

﴿لَيْسَ كَمُثْلُهِ شَيْءٌ﴾ (الشوری: 11) ”اس کی مثال

کی سی بھی کوئی شے نہیں۔“

اللہ ہر آن ہمارے ساتھ ہے اور پھر اللہ کی معیت

خصوصی بھی ہوئی ہے۔ فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقُوا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾ (آل اخلاق)

”یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکو کاروں

کے ساتھ ہے۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ (آل بقرۃ)

”جان لو کہ اللہ صبر

کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

ایک اللہ کی عمومی معیت ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ نہ ہو، اس کی توجہ ہماری طرف نہ ہو تو نہ ہماری سانس چل سکتی ہے، نہ دل دھڑک سکتا ہے، نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کان سن سکتے ہیں، نہ زبان بول سکتی ہے۔ اور ایک اللہ کی خصوصی معیت ہے جو متقین اور صابرین کو حاصل ہوتی ہے۔ ہم لوگ غور کریں، آج بچے، بوڑھے، جوان سب موبائل پر، انٹرنیٹ پر سو شل نیٹ ورک پر جڑے ہوئے ہیں، دن رات اسی طرف توجہ ہے لیکن دوسرا طرف ہر بندہ شکوہ کناء ہے، ہر بندہ پریشان ہے بلکہ پریشانی، غم اور مایوسی میں لوگ خود کشیاں کر رہے ہیں۔ ذرا اپنے رب سے بھی تو رابطہ کر لیجئے جو آپ کی شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ہر چیز کا اسے علم بھی ہے، اس کی طرف بھی توجہ کر کے دیکھ لیجئے۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے۔

آخر میں فرمایا:

﴿وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ (الحدید: 4)

”اور جو کچھ تم کر رہے ہوں اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔“

اللہ دیکھ رہا ہے کہ بندہ مسجد میں نماز پڑھ کر باہر نکلتا ہے تو باہر بھی مسلمانوں والے کام کرتا ہے یا نہیں۔ اللہ سب کو دیکھ رہا ہے۔ مسجد کے خطیب کو بھی دیکھ رہا ہے، عوام الناس کو بھی دیکھ رہا ہے، حکمرانوں کو بھی دیکھ رہا ہے، اور علماء کو بھی دیکھ رہا ہے۔ دینی قیادتوں کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اکھاڑ پچھاڑ کے لیے بڑے بڑے اقدام ہو رہے ہیں، بڑے بڑے دھرنے دیے گئے اسلام آباد میں جا کر لیکن کیا سود کے خاتمے کے لیے بھی کوشش ہو گی، شریعت کے نفاذ کے لیے بھی آواز بلند ہو گی۔ جمہوری اتحاد کے لیے دینی غیر دینی سب جمع ہو جاتے ہیں۔ کیا اللہ کی شریعت کے لیے جمع ہو رہے ہیں؟ سب کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ کا دیکھنا انفارمیشن کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ بتانے کے لیے ہے کہ لوٹ کر تم سب نے اُسی ہی کی طرف آنا ہے۔ تب تمہارے سب اعمال تمہارے سامنے رکھ دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین پر عمل کرنے، گناہوں سے بچنے اور واقعتاً اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❖❖❖

asturah خلافت لاہور ہفت روزہ

14 جون 2022ء 1443ھ

سود کی حرمت: نجایتیں اور اشکالات

شجاع الدین شیخ
امیر تنظیم اسلامی

چکا ہے وہ اس کا ہے۔ اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جس نے (اس نصیحت کے آجائے کے بعد بھی) دوبارہ یہ حرکت کی تو یہ لوگ جہنمی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔” (ابقہرہ: 275)

”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کسی ناشرکرے اور گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔“ (آیت: 276)

یہاں سود کھانے والوں کی حالت کا بھی ذکر آیا، یہ بھی بتایا گیا کہ اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور رب کو حرام۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے بالکل متضاد ہیں۔ سود کی حرمت سے قبل جو سود لیا گیا وہ معاف ہے لیکن اس کے بعد اگر کوئی سود لیتا ہے تو وہ جہنمی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے جبکہ سود کو مٹاتا ہے۔ آگے آیات 278، 279 میں فرمایا:

”اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سود میں سے جو باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو، اگر تم واقعی مومن ہو۔ پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خبردار ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اور اگر تم توبہ کرو تو پھر اصل اموال تمہارے ہی ہیں۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔“

یعنی ایمان اور رب ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جہاں واقعتاً ایمان ہو گا وہاں سود کا معاملہ نہیں ہو گا اور اگر کوئی شخص سودی معاملات میں بنتا ہے تو پھر اس میں ایمان نہیں ہو سکتا۔ اس آیت میں سود کے خلاف شدید ترین الفاظ آئے ہیں کیونکہ عقیدے میں سب سے بڑا جرم شرک ہے اور اعمال میں سب سے بڑا جرم سود کے معاملات میں بنتا ہونا ہے۔ یہاں الفاظ آرہے ہیں کہ اگر تم سود کو نہیں چھوڑتے تو اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور بتا دیا گیا کہ اگر بازار آتے ہو تو اپنا اصل مال لے سکتے ہو، پر پسل رقم لے سکتے ہو لیکن اس پر سود کی صورت میں جو اضافہ ہے وہ حرام ہے، وہ نہیں لے سکتے۔ آگے فرمایا:

”اور اگر مقروظ تنگ دست ہو تو فراخی حاصل ہونے تک اسے مہلت دو۔ اور اگر تم صدقہ ہی کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ اور ڈرو اس دن سے کہ جس دن تم لوٹا دیے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر ہر جان کو پورا پورا دے دیا جائے گا جو کمائی اس نے کی ہو گی

یہ تحریر امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خصوصی بیان سے ماخوذ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی جو تعلیمات عطا فرمائیں ان کے مطابق سود کا لین دین حرام ہے۔ ان تعلیمات کی روشنی میں آج ہم جانے کی کوشش کریں گے کہ سود کی تعریف کیا ہے؟ سود کی حرمت کو قرآن نے کس طور سے بیان کیا؟ نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں کس طور پر بیان کیا؟ سود میں بنتا ہو جانے کی تباہ کا ریاض جو آج دنیا میں ہمیں دکھائی دیتی ہیں ان کا بھی جائزہ لیں گے۔ آخر میں ہم یہ بھی جانے کی کوشش کریں گے کہ اس احتمالی سودی نظام کو ختم کرنے اور اس کا مقابل نظام لانے کے لیے عوام کیا کریں اور خاص طور پر حکمرانوں کو کیا کرنا چاہیے۔

سب سے پہلے ہم یہ جانے کی کوشش کریں گے کہ قرآن مجید میں سود کی حرمت کے حوالے سے کس طرح تدریجیاً احکامات نازل ہوئے ہیں۔ رب کائنات نے جو دین فطرت ہمیں عطا فرمایا۔ اس کی خاصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب شریعت عطا فرمائی تو تدریجیاً احکامات عطا فرمائے۔ جیسے شراب کی ممانعت کے حوالے سے قرآن حکیم میں تدریجیاً احکامات آئے۔ اسی طرح جس دور میں قرآن نازل ہو رہا تھا تو وہ سود کا بھی دور دورہ تھا۔ اس کی ممانعت کے لیے بھی تدریجیاً احکامات آئے۔ نزول کی ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے 6 نبوی میں سورۃ الروم کی آیت 39 نازل ہوئی۔ فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

یہاں یہود کا ذکر آرہا ہے۔ معلوم ہوا کہ پچھلی شریعتوں میں بھی سود کی ممانعت تھی اور یہود کو جن بداعمال کی وجہ سے سزا دی گئی ان میں سے ایک سود بھی تھا۔ اس کے بعد سن 9ھ میں سورۃ البقرۃ کے 38 ویں رکوع کی آیات نازل ہوئیں جن میں سود کی حرمت کے آخری اور حصی احکامات تفصیل سے آئے: فرمایا:

”جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ نہیں کھڑے ہوتے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے چھو کر محبوط الحواس بنادیا ہو۔ اس وجہ سے کہ وہ کہتے ہیں بیع بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور رب کو حرام ٹھہرایا ہے۔ تو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ بازاً گیا تو جو کچھ وہ پہلے لے

﴿وَمَا أَتَيْتُمْ مِّنْ رِبًا لِّيَرْبُوْا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللَّهِ﴾ اور جو کچھ تم دیتے ہو سود پر تاکہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں تو اللہ کے ہاں اس میں کوئی بڑھوڑی نہیں ہوتی۔“

یعنی ابتداء میں سود کے منفی پہلو کو سامنے رکھ دیا گیا کہ شاید تم سمجھتے ہو کہ سود سے مال بڑھتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ اس کے بعد 3ھ میں سورۃ

انسانی معیار ہے۔ لیکن سودخور ذہنیت رکھنے والے کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اگلا کس قدر مجبور ہے، کس قدر پریشانی میں ہے، کس قدر مشکلات میں پھنس چکا ہے، ان حالات میں سودخور کا سود بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یوں تہذیب و تمدن کا قتل ہوتا ہے کیونکہ اس سے معاشرے میں ہوس، لائق، حیوانیت بڑھتی ہے اور ہمدردی اور ایثار کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔

3۔ خود غرضی اور مفاد پرستی: یہ پچھلی دو باتوں کا تسلسل ہے کہ چند افراد جو کار و باری طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں وہ لوگوں کو پیسہ دے کر اپنے لیے نفع متعین کریں (جو کہ سود ہے) لیکن عظیم اکثریت ایسی ہو جن کے پاس اپنی بنیادی حاجات کو پورا کرنے کے لیے بھی وسائل نہ ہوں اور اس مجبوری میں ان کو کسی سے قرض لینا پڑتا ہو۔ مگر سود خور ذہنیت بندے کو کسی طور پر بھی فرمی پیدا کرنے پر آمادہ نہیں کرتی۔ یہ خود غرضی ہے کہ چند افراد یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا حصہ متعین رہے، ہمارا نفع پکا ہو، پروٹیکشن اس کو مل جائے اور اگلے بر باد ہوتے رہیں، مرجا نہیں، سود خور کو اس سے کوئی سر و کار نہ ہو۔ یہ صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی تباہ کن چیز ہے۔

4۔ قرض کا جال: ہمارے ہاں جو نئی سکیمیں آ رہی ہیں اور ریزرو بینکنگ اور پھر پلاسٹک منی اور ڈیجیٹل منی کا جو دور آ رہا ہے یہ ایک قرض کا جال ہے جس کو پھیلا دیا گیا ہے۔ سبز باغ دکھائے جاتے ہیں، سودی سکیموں کو فلیور دے کر پیش کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی چادر سے پیر باہر نکالتے ہیں اور پوری کی پوری نسلیں مقرض ہو جایا کرتی ہیں۔ قرض کے حوالے سے یاد رکھیے گا کہ رسول اللہ ﷺ مقرض کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں ہوتا۔ آج سودی لیمن دین کے جتنے معاملات ہیں ان میں سے اکثر دنیشتر میں قرض کے ذریعے ہی لوگوں کو جکڑا جاتا ہے اور لوگ مقرض ہونے کی حالت میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ایک شخص اللہ کی راہ میں قتل ہو، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو، پھر زندہ ہو، پھر قتل ہو یہ بھی جنت میں داخل نہ ہو گا جب تک اس کے قرض کی ادائیگی کا اہتمام نہ ہو۔ اور یہ غیر سودی قرض کی بات ہو رہی ہے۔ سودی قرض کی شرعاً نعت اور برائی کس قدر زیادہ ہو گی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ حضرت سمرہ بن جنبد رضی اللہ عنہ سے روایات ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح کی رات میں نے دیکھا ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے۔ (مسند احمد)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو دا گرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔ (ابن ماجہ، مسند احمد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ رہے گا جس نے سودنہ کھایا ہو اور جو سودنہ کھائے، اسے بھی سود کا غمار لگے گا۔“ (سنن البخاری)

آج ہم اسی دور میں جی رہے ہیں کہ اکثریت سود
میں ملوث ہے اور جو خود سود نہیں کھاتا اس کا لباس، اس کا
کھانا، پینا اور دیگر اشیائے ضرورت پر سود لگتا ہے تو وہ ہم
تک پہنچتی ہیں۔ یعنی غبار تو لوگ رہا ہے۔

یہ میں نے آٹھ احادیث آپ کے سامنے پیش کی ہیں۔ ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ سود کتنا بڑا جرم ہے جس کو ہمارے دین نے حرام قرار دیا ہے۔

سود کی خبائش

سود کی انفرادی اور اجتماعی سطح پر جو تباہ کاریاں ہیں
جو خبائشیں ہیں ان کا کوئی شمار نہیں ہے البتہ ان میں دس
بڑی بڑی خبائشوں کا ذکر ہم یہاں کریں گے:

1- محنت کی ناقدری: ایک شخص نے کسی کو سود پر پیہہ دے دیا، اس کا سود تو متعین ہے، محفوظ ہے۔ لینے والے نے کاروبار کے لیے پیہہ لیا ہے یا کسی اور حاجت کے لیے لیا ہے تو اس نے کس قدر محنت کی ہوگی، کس قدر اس نے پاپڑ بیلے ہوں گے کیونکہ اس کا نفع تو نہیں ہے۔ اس میں اس کو پریشان ہونا بھی پڑے گا اور نقصانات برداشت کرنے پڑیں گے مگر سود خور نے جو پیہہ دے دیا ہے اس کے نزدیک پیہہ کی قدر ہے، اہمیت ہے اور محنت کی ناقدری ہے۔ یعنی لیبر کی ناقدری ہے اور کیپٹل (سرماہی) کا حاکمہ تھا۔

2- تہذیب و تمدن کا قتل: کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو اپنی انفرادی حاجات اور بھی اپنے کار و باری معاملات کے لیے قرض لینا پڑتا ہے۔ اللہ کا دین ہمیں دوسروں کے ساتھ ہمدردی بھی سکھاتا ہے، ایثار و قربانی کا بھی درس دیتا ہے، دوسروں کے کام آنا اور ان کی مجبوری کا فائدہ نہ اٹھانا۔

اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔” (آیات: 280، 281) اور یہاں معاف کردینے کی طرف توجہ دلائی گئی اور آخرت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے میں نزول کی ترتیب کے مطابق یہ قرآن کی آخری آیت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ گویا کل کا خوف جس کے سامنے رہے گا وہی سود کے معاملات سے بچے گا اور اگر آج کوئی سود خوری میں مبتلا ہو رہا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے آخرت کا خوف نہیں ہے۔

حرمت سود: احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید کی ان آیات کی طرح رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں بھی سود کی ممانعت کا نہ صرف ذکر ہے بلکہ سود کے معاملات میں بتلا ہو جانے والوں کے لیے شدید ترین سزاوں کا بھی ذکر ہے:

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود لینے والے اور کھانے والے پر، سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) سب برابر ہیں۔ (مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سودخوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں، ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرنا۔“ (ابن ماجہ)

☆ حضرت عبد اللہ بن حنظله رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سود کا ایک درہ بم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے چھتیں بارز ناکرنے سے زیادہ گناہ رکھتا ہے۔“ (مسند احمد)

“سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو۔ اللہ کے
سامنے کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، سود
کھانا، شیئم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا اور پاک
دامن عورتوں پر تہمت لگانا”۔ (مسلم)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلا یا یہ سودخور لوگ ہیں۔ (ابن ماجہ)

5۔ ظالمانہ نیکس کا بوجھ: یہ اجتماعی سطح کا معاملہ ہے۔ آج ہماری دسترس سے چیزیں باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ پاکستان کے اندر تقریباً ستر فیصد آبادی خط غربت سے بچنے کی وجہ سے بڑھتی ہے جو کے لیے اپنے بچوں کا علاج کرنا بھی ممکن نہیں۔ صحت، تعلیم اور بنیادی ضروریات بھی ان کو میر نہیں ہیں اور مزید برآں اگر وہ ان چیزوں کو استعمال کریں تو ظالمانہ نیکس ان پر لگتے جاتے ہیں اور ان کی زندگی اجرین ہوتی چلی جاتی ہے۔ نفلیشن اور مہنگائی بھی اسی سودخوری کی وجہ سے بڑھتی ہے۔

6۔ مہنگائی میں اضافہ: جب دیکھو پڑوں، ڈیزل اور سی این جی کی قیمت بڑھ گئی۔ بڑا تیر مارا کہ چند روپے کم کیے لیکن پھر دو گناہ کھادیا۔ پھر بھلی، گیس، پانی وغیرہ کے بلوں پر نیکس، موبائل پر نیکس، ودھولڈنگ نیکس اور کتنے نئے نئے قسم کے نیکسز لگتے چلے جاتے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ ہم نے جو یونی قرضے لیے ہوئے ہیں ان کا سود عوام کی خون پسینے کی کمائی سے ادا کرنا ہے۔ آئی ایف اور درلڈ بینک کہتے ہیں کہ قیمتیں بڑھاد تو ہمیں بڑھانا پڑتی ہیں کیونکہ اوپر سودی قرضوں کا جال بچھا ہوا ہے۔

7۔ بے روزگاری میں اضافہ: لامحالہ جب سود کے دھنے بڑھتے ہیں اور نیکس کا بوجھ بڑھتا ہے تو کبھی ڈاؤن سائز نگ بھی کرنی پڑتی ہے۔ کبھی اخراجات وارے میں نہیں آتے تو لیبر کونکالنا بھی پڑتا ہے اور نتیجہ میں بے روزگاری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کے اندر آج بھی سمجھا اور مانا جاتا ہے کہ سوئزر لینڈ کی اکانومی اچھی ہے۔ اگر آپ تاریخ میں جا کر دیکھیں تو 1935 سے 1985 تک سوئزر لینڈ میں سودی کا شرح پوری ترقی یافتہ دنیا میں سب سے کم شرح میں سے ایک تھی۔ اور فی کس آمدنی پوری دنیا میں سب سے زیادہ دہائی، بے روزگاری سب سے کم تھی۔ جب معیشت کا بھٹٹہ بہت سے ملکوں میں بیٹھ گیا تب بھی یہ اکانومی کھڑی رہی۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ کم شرح سود بھی چل جائے گا بلکہ سود بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن غیروں نے اگر سودی شرح کم کی ہے تو وہاں بے روزگاری بھی کم ہوئی اور ترقی میں اضافہ بھی ہوا۔ یہ موجودہ دنیا کی ایک مثال ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے۔

8۔ گردش دولت پر منفی اثرات: قرآن نے کہا کہ دولت تمہارے چند ہاتھوں میں محدود نہ رہ جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً أَبْيَانَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ﴾

”تاکہ وہ تم میں سے مال داروں ہی کے درمیان گردش میں نہ رہے۔“ (الحشر: 7)

لیکن آج کی ماذر ان کا نام بھی کہتی ہے کہ better the circulation of wealth better the economy۔ یعنی جس معاشرے میں دولت جتنی زیادہ گردش میں ہوگی اتنی زیادہ اکانومی ترقی کرے گی۔ آج چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں پورا قانون اور نظام ہوا کرتا ہے، ایک غریب آدمی کتنا ہی ٹیکنٹ والا اور ذہین ہو لیکن اس کو قرضہ نہیں ملے گا کیونکہ اس کی کریڈٹ ورثہ نہیں ہے لیکن بڑے بڑے لوگ جن کے بڑے بنگلے ہیں ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ان کو مزید دوسو بنگوں کے لیے قرض مل جائے گا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دولت چند ہاتھوں کے اندر محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔

9۔ مفید کاموں کی حوصلہ شکنی: اجتماعی سطح پر آجائیے۔ پاکستان جیسے ملک کے اندر صحت کے لیے بجٹ کا ایک یا ڈیڑھ فیصد حصہ ہے۔ تعلیم کے لیے ایک یا ڈیڑھ فیصد ہے اور سودی قرضوں کا سودا دا کرنے کے لیے سانچہ ستر فیصد حصہ ہے۔ ظاہر ہے جب اس سودی دھنے میں بنتا ہوئے تو تعلیم، صحت اور مفید ترقیاتی کاموں کے اہم ترین گوشہ کے لیے دولت نہیں بخختی اور یہی چیز اجتماعی بر بادی کا باعث بنتی ہے۔

10۔ اجتماعی غلامی: 1988ء سے ہم نے EFF پروگرام کے تحت آئی ایم ایف اور درلڈ بینک سے بڑے بڑے قرضے سود کی بنیاد پر لینا شروع کیے۔ آج ہم مقرض ہونے کی وجہ سے اس قدر غلام ہیں کہ ہمارے ہاں پیدا ہونے والا ہر بچہ پونے دولا کھروپے سے زیادہ کامقرض ہے اور ہم غلام ابن غلام بن کر جی رہے ہیں۔ یہ خباشیں ہماری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

کرنے کا اصل کام

اس حوالے سے کچھ ہمارے کرنے کے کام ہیں اور کچھ ہمارے حکمرانوں کے کرنے کے کام ہیں۔ ہمارے کرنے کے کام یہ ہیں کہ:

1۔ پکا ارادہ کر لیں کہ ہم نے سود سے اجتناب کرنا ہے، سودی معاملات میں بنتا ہونے سے بھی بچنا ہے اور کہیں شبہ بھی آئے، حدیث کے مطابق جہاں شبہ آئے وہ بھی چھوڑ دو اور سیدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ ربا کو چھوڑ وار جس چیز میں ربا کا شک ہواں کو بھی چھوڑ دو۔

2۔ اس معاشرے میں ہم جی تو رہے ہیں لہذا اس میں سود

کا جو ”غبار“ ہمارے اندر جا رہا ہے اس کا کفارہ دینا ہو گا۔ وہ کفارہ یہ ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ یہ بتیں دوسروں تک بھی پہنچا سکیں تاکہ لوگوں کو خیال ہو اور لوگ سود کے معاملات میں بنتا ہونے سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کریں۔

حکمرانوں کے کرنے کے کام

1۔ نیک نیتی: نیت اگرٹھیک ہو گی تو منزل آسان ہو جائے گی۔ پاکستان میں سارے علمی مباحثہ ہو چکے ہیں صرف نیک نیتی سے عمل کرنا باقی ہے۔

2۔ حکمران اپنی آئینی ذمہ داری کو پورا کریں۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل F-38 کے تحت حکمرانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک سے سود کے خاتمے کی کوشش کریں۔ میاں نواز شریف جب دوسری مرتبہ وزیر اعظم بننے تو اپنے والد میاں شریف اور اپنے بھائی وزیر اعلیٰ شہباز شریف کے ہمراہ ڈاکٹر صاحب کے پاس تشریف لائے اور وعدہ کیا کہ ہم جلد از جلد معیشت کو سود سے پاک کر دیں گے۔

2013ء میں مسجد نبوی میں ایک مجلس میں انہوں نے دوبارہ وعدہ کیا تھا کہ ہم سود کا خاتمہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ شریف فیملی اور ان کی پارٹی کو توفیق دے کہ وہ سود کی لعنت ختم کریں تاکہ 22 کروڑ عوام ظلم سے نجات پائے اور لوگوں پر اللہ کا حکم نافذ ہو جائے۔ سب آپ کے لیے دعا کریں گے، آپ کے والد کی مغفرت کے لیے دعا کریں گے، آپ اپنے والد کے لیے صدقہ جاریہ بنیں۔ آپ ہی حکمران بنو لیکن شریعت کو نافذ کرو۔ حکمرانوں سے ہماری گزارش ہے کہ سود کی شناخت اور حرمت کو بیان کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ کو استعمال کریں۔ مزید برآں بینکنگ کے اس سارے نظام کو Equity based کر لے کر آئیں۔ سادہ ہی بات شراکت کی بنیاد پر اور نفع و نقصان کی بنیاد پر اس کو لے کر آئیں۔ بہر حال میں اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے، پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم انسداد سود کی جدوجہد مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچتا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ سے باز آئیں اور اللہ کی رحمتیں ہمارے اوپر برسیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر نافرمانی سے بچیں اور سود جیسے گناہ سے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر بازا آئیں۔

بہر حال میں اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے، پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہم انسداد سود کی جدوجہد مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچتا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ سے باز آئیں اور اللہ کی رحمتیں ہمارے اوپر برسیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر نافرمانی سے بچیں اور سود جیسے گناہ سے ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر بازا آئیں۔

LGBTQI انسانی حقوق کی پشت پناہی کر کے امریکہ مغربی معاشرتی قائم گھبڑی دنیا میں طور پر مسلمان ممالک پر خالی کرنا چاہتا ہے میرزا احمد

زمین پر فساد برپا کرنا شیطان کا ایجندہ ہے اور اس کے لیے وہ بڑی پلانگ کے ساتھ LGBTQI جیسی تحریکوں کو برپا کر کے آگے بڑھ رہا ہے: ڈاکٹر عبدالصیع

اگرچہ انسانی حقوق کے گھبڑی دنیا میں ممالک کے ساتھ میں پھیلے ہیں مگر اسلام

جانب سے بھی سچے گھبڑی دنیا میں کے لئے نہیں اس شیطانی کروکے کے طاف کش رہنا ہے بلکہ اس کا اثر جانشہ خوبصورت ہے جیسا کہ اسلام

میزبان: ذیمکم الحمد

امریکہ پاکستان میں LGBTQI کا پشت پناہ کیوں؟ کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ“ میں معروف داشوروں اور تجزیہ زنگاروں کا اظہار خیال

یعنی نظام تعلیم اور اخلاقیات میں مذہب کے کردار کو کم سے کم کرنا یعنی مذہب کو اہمیت نہ دینا۔ ان کے مطابق حقیقت وہ ہے کہ جو انسان کے جو اس خمسہ میں آسکے جس کو وہ دیکھ سکے، چکھ سکے، من سکے یا سونگھ سکے۔ یعنی وہ ہے کہ جو مادی طور پر اپنا کوئی وجود نہیں رکھتی اس کا یہ تہذیب انکار کرتی ہے۔ اس سے روح، وجہ اور خدا کی ذات کا انکار ہو جاتا ہے اور انسان بڑے بڑے حقائق سے منہ موز لیتا ہے۔ مثال کے طور پر انسان مخفی گوشت پوسٹ کا کوئی جسد نہیں ہے بلکہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پھونکی گئی ایک روح ہے جس کی اپنی ضروریات ہیں، مقاصد اور ایک پوری زندگی ہے۔ لیکن جب انسان مادیت کے زیر اثر آ کر اس روح کا انکار کر دیتا ہے تو پھر وہ بظاہر معاشرتی حیوان بن جاتا ہے۔ LGBTQI یادوسری مغربی سرگرمیاں صرف اسلام کے خلاف نہیں ہیں بلکہ تمام ابراہیمی مذاہب (جو وجہ اور روح کو مانتے ہیں) کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے جب انسان روح کا انکار کرے گا تو پھر باقی صرف جسم اور اس کی خواہشات بچیں گی اور جسم کی یہ خواہشات پھر زندگی کا مقصد بن جاتی ہیں۔ جس طرح انسان کو زندہ رہنے کے لیے ہوا، پانی اور غذا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نسل انسانی کی بقا کے لیے جنسی خواہشات بھی اللہ نے رکھی ہیں۔ فرمایا:

﴿نَسَاءٌ كُمْ حَرَثُ لَكُمْ ص﴾ (آل بقرہ: 223)

”تمہاری بیویاں تمہارے لیے بمنزلہ رکھتی ہیں۔“

لیکن ان دونوں حوالوں سے اللہ پاک نے حدود و قید مقرر کی ہیں۔ یعنی جس طرح حرام کھانے پینے سے منع کیا اسی طرح حرام طریقے سے جنسی خواہش کو پورا کرنا بھی منع کیا۔ فرمایا:

﴿وَمِنْ أَيْتَهُ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ آنفُسِكُمْ

اور transgender (خواجہ سرا) کا مخفف ہے۔ اسی طرح Q سے روایتی مفہوم سے ہٹ کرنی قسم کی بے راہ روی مظلوم طبقہ ہے اور پوری دنیا اور پاکستان میں بھی اس پر ظلم ہوتا ہے۔ ہم اس طبقے کو سپورٹ کرتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ LGBTQI ہم جنسی پرستی کی مختلف شکلیں ہیں۔ اس میں T سے مراد وہ خواجہ سرا نہیں ہیں جو ہمارے ہاں ہیں بلکہ اس میں وہ بھی شامل

سوال: 19 مئی 2022ء کو امریکی سفارتخانے کی طرف سے آفیشل ٹویٹ میں کہا گیا کہ LGBT ایک مظلوم طبقہ ہے اور پوری دنیا اور پاکستان میں بھی اس پر ظلم ہوتا ہے۔ ہم اس طبقے کو سپورٹ کرتے ہیں اور اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔ LGBTQI کیا ہے اور امریکہ کو اس وقت ایسے ٹویٹ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

رد: اس وقت مغربی تہذیب باقاعدہ منصوبے کے ساتھ دوسرے ممالک کے معاشرتی نظام پر حملہ آور ہے۔ مغرب کی کوشش یہی ہے کہ الہامی ہدایت کو نظام عالم سے دور کر دیا جائے اور جدید مغربی معاشرتی نظام کو دنیا بھر میں استوار کیا جائے۔ کسی زمانے میں مغربی تہذیب کا امام برطانیہ تھا اور آج کل امریکہ ہے۔ دنیا میں جہاں بھی امریکہ کے سفارتخانے موجود ہیں وہاں امریکہ اس مشن پر کام کر رہا ہے۔ جہاں LGBTQI کے خلاف بات کی جاتی ہے تو اس کو وہ نفرت انگیز کارروائیاں قرار دیتا ہے۔ تین ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں تاریخی حقیقت ہے کہ اگر انسان ان میں اپنی طرف سے کوئی قانونی سازی کرے گا تو کبھی عدل نہیں کر سکے گا۔ ایک عورت اور مرد کے درمیان حقوق و فرائض کا تباہ۔ دوسری ریاست میں حکمران اور عوام کے درمیان کیا تعلق ہوگا۔

تیسرا معاشری نظام میں آجر اور اجر کے درمیان کیا تعلق ہوگا۔ ان تینوں ایشوؤ کو اگر الہامی طور پر ترتیب نہ دیا جائے تو عدل قائم نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک عورت اور مرد کے درمیان تعلق کا معاملہ ہے تو LGBTQI اس سے آگے کی بات ہے۔ LGBTQI ایک تحریک ہے جس کو پوری دنیا میں عام کیا گیا۔ LGBTQI اصل میں lesbian (ہم جنس پرست عورت)، gay (ہم جنس پرست مرد) اور bisexual (دونوں جنس میں دلچسپی رکھنے والا یا والی)

مرقب: محمد رفیق چودھری

ہیں جو اپنی مرضی سے جنس تبدیل کر لیتے ہیں۔

امریکہ اس وقت مغرب کا امام ہے اور مغرب اپنا سیاسی اور معاشری نظام پوری دنیا پر غالب کر چکا ہے۔ البتہ مغربی معاشرتی نظام ابھی تک پوری طرح دنیا پر غالب نہیں ہوا تھا۔ ابھی بھی مشرقی ممالک، خصوصاً اسلامی ممالک میں کسی قدر اسلامی روایات اور مشرقی روایات موجود ہیں اور وہاں عوام ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن LGBTQI جیسے تحریکوں کی پشت پناہی کر کے امریکہ مغربی معاشرتی نظام کو پوری دنیا پر غالب کرنا چاہتا ہے۔

سوال: LGBTQI کا نظریاتی پس منظر کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلام: جس طرح اسلام ایک پورا نظام حیات ہے اسی طرح جدید مغربی تہذیب بھی ایک پورا سistem آف لائف ہے۔ اس کی اپنی شاخیں اور زندگی کے مختلف گوشوں میں اس کے اپنے نظریات ہیں لیکن اس پورے نظام کے لیے جامع ترین لفظ سیکولر ازم ہے۔ سیکولر ازم کی انگلش کی ڈکشنری میں تعریف اس طرح ہے:

To reduce the role of religion in morality and education.

ازوجا جالتسکنوا الیهنا (الروم: 21) ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کی تھمارے لیے تمہاری نوع میں سے جوڑے، تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو۔“

یہ وحی کی تعلیم ہے اگر اسی کو ہی نظر انداز کر دیا جائے تو پھر جنسی جذبہ کی حدود قیود ختم ہو جائیں گی۔ ایک اسکارنے کہا کہ مغرب میں جنسی جذبے کو مقصد کی حیثیت حاصل ہے جبکہ اولاد کو انہوں نے ثانوی درجہ دیا ہوا ہے۔ جبکہ اسلامی نقطہ نظر سے اولاد اور نسل کی بقاء اہم مقصد ہے جبکہ جنسی جذبہ اس کا ذریعہ ہے۔ جب ذریعہ کو مقصد کا درجہ دے دیا جاتا ہے تو پھر اس مقصد کو انسان اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے۔ جنسی جذبہ کی دو انتہا نہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک انتہا یورپ کے تاریک دور والی ہے۔

یعنی رہبانیت جس میں یورپ کا مذہبی سنت یہ تھا کہ اس جذبہ کو کچل دیا جائے جبکہ دوسرا انتہا آج کی ہے کہ اس جذبہ پر ساری روکنؤں ختم کر دی گئی۔ دینی نقطہ نظر یہ تھا کہ یہ جذبہ باقی بھی رہے اور اس کو وحی کی حدود کے اندر رہتے ہوئے پورا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام نور کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح باقی ابراہیمی مذاہب میں بھی یہ ہدایات موجود تھیں۔ جب ہم ان ہدایات کو نظر انداز کرتے ہیں تو پھر ہم ان انتہاؤں کی طرف چلے جاتے ہیں جس کے نتیجے میں پھر معاشرتی تباہی پھیلتی ہے۔ قرآن مجید میں لوط علیہ السلام کی قوم کا یہی جرم بتایا گیا جو ان کی تباہی کا باعث بنا۔ اگر جنسی جذبے کے تمام راستوں کو کھول دیا جائے جیسا کہ آج مغرب میں ہو رہا ہے تو پھر اس سے انسانوں میں کئی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مغرب کے بہت سے ممالک میں بلوغت سے پہلے ہی عصمت محفوظ نہیں رہتی جو پھر ساری زندگی کا روگ بن جاتی ہے اور اس کے نتائج پھر ہم جنس پرستی کی مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو نظام بنایا ہے وہی انسان کے لیے بہتر ہے۔

سوال: مغرب ایک طرف تو انسانی حقوق، آزادی اظہار رائے اور LGBT کو فراغ دینے کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف وہاں اسلامی اقدار، حجاب اور خاص طور پر پردے تک پر پابندی ہے اور اس کے خلاف قانون سازی کی گئی ہے۔ آپ کے خیال میں مغرب کا یہ دوغلابیں کیوں ہے اور اس کا حل کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلام: آپ ذرا غور کریں فرانس ایسا مالک ہے جہاں سے بہت سے اس طرح کے نظریات پھوٹتے رہتے ہیں اور فرانس ہی وہ ملک ہے جہاں پردے و حجاب پر پابندیاں اور توہین رسالت کے معاملات سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ حل میں یہ حقوق میں کوئی صداقت ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلام: اسلام سے پہلے حاکم کے مقابلے میں حکوم، ہر ماہی دار کے مقابلے میں مزدور اور مرد کے مقابلے میں عورت (غینوں طبقات) بہت پے

ہوئے تھے۔ اسلام نے آنکران کو تحفظ دیا، ان کو حقوق دیے اور ان کو زندگی میں ایک مقام دلا دیا۔ اسلام نے اس حوالے سے ایسی مثال قائم کی جس کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا ممکن نہیں ہے۔ بعد میں جب انسانیت اسلام کی تعلیمات بھول گئی تو پھر وہ دوبارہ ان طبقوں کو اٹھانے کا نعرہ لگایا۔ یعنی سیاسی لحاظ سے جمہوریت کی تحریک چلائی، معاشی لحاظ سے کمیوزم کی تحریک چلائی اور معاشرتی سطح پر فیمنزم کی تحریک چلائی لیکن مغرب نے اس میں حدود کو پار کر دیا۔ جیسا کہ transgender کا معاملہ ہے۔ ہمارے ہاں خواجہ سرا تو قدرتی طور پر ایسے ہوتے ہیں لیکن مغرب میں اس سے مراد مرد اور عورت کا اپنی جنس کو تبدیل کرنا ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث

مغرب ایک طرف انسانی حقوق کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں اور سیاہ فاموں کو حقوق دینے کے لیے تیار نہیں۔ یہ مغرب کا دوغلہ پن ہے۔

میں سخت ممانعت آئی ہے اور ایسا کرنے والے کے بارے میں سخت وعدیں آئی ہیں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے ایسے انسان پر لعنت تک کی گئی ہے۔ جبکہ شیطان کے بڑے مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے۔ سورۃ النساء میں فرمایا: ﴿وَلَا مُرْمَةٌ هُمْ فَلَيَغِيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ط﴾ (النساء: 119) ”اور میں انہیں حکم دوں گا تو (اس کی تعیل میں) وہ اللہ کی تخلیق میں تبدیل کریں گے۔“

جب انسان خود کو اپنے جسم کا مالک سمجھتا ہے تو وہ اپنی مرضی استعمال کرتا ہے کہ میں جو چاہوں کروں تب خرابی شروع ہوتی ہے۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس کا غلام ہوں، اللہ نے مجھے دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا ہے جس میں کامیاب ہو کر اللہ کے ہاں اس کا اجر پاؤں گا۔ اسی طرح مزدور اور عورت کے بھی حقوق اسلام نے مقرر کیے۔ جب ہم اسلام کو مدنظر رکھیں گے تو ان کے حقوق پامال نہیں ہوں گے۔

سوال: مغرب کے سوشنل انجینئرنگ پروگرام کے ایجنسنے کو پاکستان میں نافذ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس حوالے سے ماضی اور حال کے حکمرانوں کا کیا طرز عمل رہا ہے اور کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں اس حوالے سے کیا قانون سازی ہوئی ہے؟

رضاء الحق: جہاں تک پاکستان میں قانون سازی کا تعلق ہے تو سب سے پہلے 1960ء میں ایوب خان کے زمانے میں عالمی قوانین نافذ ہوئے تھے جو ایک منکر حدیث نے مرتب کیے تھے جو ایوب خان کے بہت قریب تھا۔ تب عالمی قوانین میں ایسی تبدیلیاں کی گئی تھیں جن کے بارے میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے کہا تھا کہ یہ خلاف اسلام ہیں۔ اس کے بعد اقوام متحده کے کونشن بھی سائن کیے گئے۔ 1970ء کی دہائی میں سیدا کونشن بھی سائن کیے گئے۔ اس کے بعد نیروپی (کینیا)، قارہ، یونیک میں مختلف کانفرنس منعقد کی گئیں۔ یہ سلسہ اکیسوں صدی میں بھی جاری ہے۔ پاکستان میں اس حوالے سے قانون سازی کا مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلامی اور مشرقی اقدار پر مبنی معاشرتی نظام کو تبدیل کیا جائے کیونکہ پاکستانی معاشرے میں چادر اور چار دیواری کا تصور بڑا مضبوط تھا۔ چنانچہ پھر مشرف کے دور میں روشن خیالی کے نام پر مغربیت کا ایک سیاہ لانے کی کوشش کی گئی اور پارلیمنٹ کے ذریعے حقوق نسوان بل کے نام پر ایک قانون سازی کی گئی جس کو روکنے میں ہماری دینی سیاسی جماعتیں اسمبلی میں ناکام رہیں۔ 2010ء کے بعد ویلنٹائن ڈے، عورت مارچ کا ٹرینڈ بڑھنا شروع ہوا۔ پھر 2017ء میں ٹرانسجیندرا ایک پاس کیا گیا جس کے تحت ہم جنس پرستی جیسے معاملات کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ پیٹی آئی کی حکومت ریاست مدینہ کی دعوے دار تھی لیکن اس نے بھی اپنی حکومت میں اس کو ختم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ گھر یوتشد بل لایا گیا۔ حالانکہ یہ نام بڑا خوشنما سا لگتا ہے، گھر یوتشد نہیں ہونا چاہیے، سب اس کے حق میں ہیں اور اس کا تدارک بھی ہونا چاہیے لیکن اس کی آڑ میں مغرب کے عمومی سوشنل انجینئرنگ ایجنسڈا کو تکمیل تک پہنچانے کا کام کیا گیا۔ یہ سلسہ آج تک جاری ہے۔

سوال: مغرب ایک طرف تو انسانی حقوق، آزادی اظہار رائے اور LGBT کو فراغ دینے کی بات کرتا ہے اور دوسری طرف وہاں اسلامی اقدار، حجاب اور خاص طور پر پردے تک پر پابندی ہے اور اس کے خلاف قانون سازی کی گئی ہے۔ آپ کے خیال میں مغرب کا یہ دوغلابیں کیوں ہے اور اس کا حل کیا ہے؟

ڈاکٹر محمد حسیب اسلام: آپ ذرا غور کریں فرانس ایسا مالک ہے جہاں سے بہت سے اس طرح کے نظریات پھوٹتے رہتے ہیں اور فرانس ہی وہ ملک ہے جہاں پردے و حجاب پر پابندیاں اور توہین رسالت کے معاملات سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔ حل میں یہ حقوق

لاہور ندویہ خلافت ۱۴۲۰ھ/۱۴۴۳ھ/۲۰۲۰ء ۲۰ جون ۲۰۲۲ء

کرے۔ بہر حال اگر دونوں طرف سے یہ معاملہ ہوتا گھر کا ادارہ بڑا مضبوط ادارہ بتتا ہے۔ عورت کی کوتا ہیوں، خامیوں اور جذباتی پن کو مرد صرف نظر کرے، برداشت کرے، درگز رکرے، سئی ان سنی کرے اور معاف کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر دے کہ میری بیوی کو معاف کر دے تو پھر گھر ایک مضبوط ادارہ بتتا ہے۔ لیکن مغرب چاہتا ہے کہ جیسے ہم نے اپنے ادارے خراب کیے ہیں ویسے ہی، ہم مسلمانوں کے گھروں کو بھی خراب کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

سوال: کیا ہمارے معاشرے میں خواتین کو تمام اسلامی حقوق ملتے ہیں۔ اگر نہیں ملتے تو ہمارے علماء کرام کو اس حوالے سے کس نوعیت کی جدوجہد کرنی چاہیے؟

ڈاکٹر عبد السلامیع: زمین پر فساد برپا کرنا شیطان کا ایجاد ہے اور اس کے لیے وہ بڑی پلانگ کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ انسان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تھا کہ میں انسانوں کی اکثریت کو گمراہ کر کے رہوں گا۔ عدل اور انصاف میں فرق ہے۔ انصاف کا مطلب ہے: آدھا آدھا کر دینا اور عدل کا مطلب ہے: ہر ایک کو اس کا حق دینا۔ اگر کوئی پورے کا حقدار ہے تو اس کو پورا دیا جائے۔ اگر وہ آدھے کا حقدار ہے تو پھر انصاف کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو حقوق عطا فرمائے تھے ان کے ذریعے معاشرے میں عدل قائم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے والدین کی جائیداد میں سے بیٹی کے دو حصے ہیں اور بیٹی کا ایک حصہ مقرر کیا ہے۔ لیکن ہمارے معاشروں میں بہنوں کا یہ حصہ بھی ان کے بھائی دینے کو تیار نہیں ہیں جو ان پر ظلم ہے۔ اسی طرح اور بہت سے پہلو ہیں جن کے حوالے سے ہمارے علماء کچھ نہیں کر سکے۔ علماء نے زیادہ سے زیادہ صرف ایک پہلو پر زور دیا کہ عورت پر اپنے شوہر کی اطاعت فرض ہے۔ سورۃ التغابن میں فرمایا گیا کہ اپنے بیوی بچوں کی دلکشی بال کرو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو، چشم پوشی کرو۔ ہمارے علماء نے اس حوالے سے عوام کی کوئی تربیت نہیں کی۔ اگر ان معاملات میں توجہ دلائی جائے تو اسلامی معاشرہ ایک مثالی معاشرہ بن جائے گا اور غیر مسلم بھی جو حق درحقوق دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے اور یہ مغرب نہیں چاہتا۔



قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی روشنی کا فی ہے۔

سوال: مغرب اسلام کے معاشرتی اور خاندانی نظام سے کیوں خوفزدہ ہے اور کس کس طریقے سے ان پر حملہ آور ہوا ہے؟

ڈاکٹر عبد السلامیع: علامہ اقبال نے اپنی شاعری میں ابلیس کا کردار متعارف کروا یا اور مغربی و شیطانی ایجمنڈے کو ابلیس کی زبان سے کہلوایا تھا۔ ان کی مشہور نظم "ابلیس کی مجلس شوریٰ" ہے جسے محترم ڈاکٹر اسرار احمد امت مسلمہ کے لیے آخری پیغام قرار دیتے تھے۔ علامہ کہتے ہیں:

الحَذَرِ! أَئْمَنِ پَغِيْرَ سَعَ بَارِ الْحَذَرِ
حَافِظِ نَامُوسِ زَنِ، مَرْدِ آزَمَا، مَرْدِ آفَرِينِ
مَوْتِ كَأَيْمَانِ هَرْ نَوْعِ غَلَامِيِّ كَلِيِّ
نَنِ كَوَيِّ فُغْفُورِ وَخَاقَانِ، نَنِ فَقِيرِ رَهْنَشِينِ
كَرِتَانِهِ دَوْلَتِ كَوَهْرَآلُودَگِيِّ سَعَ پَاكِ صَافِ
مُنْعَمُونِ كَوَ مَالِ دَوْلَتِ كَابَنَتَانِهِ بَهِ اِيمِينِ

اسلام کے معاشرتی نظام کے سلسلے میں علامہ نے بتایا کہ مرد کو عورت کی ناموس کا محافظ بنا یا گیا ہے اور عورت کی عفت و پاکبازی کو ensure کیا گیا ہے۔ مغرب نے اپنا معاشرہ تباہ کر دیا اور وہاں معاشرتی بازار پیدا ہو گیا۔ طلاق کاریٹ اتنا بڑھ گیا کہ مرد مجبور ہو گئے کہ وہ شادی کا بندھن ترک کر دیں بلکہ بس مل جل کر زندگی گزاریں۔ ہمارے دین میں گھر کو ایک ادارہ (institution) قرار دیا گیا ہے بورڈنگ ہاؤس نہیں۔ گھر اور بورڈنگ ہاؤس میں بہت سارے لوگ مل جل کر رہتے ہیں، کھاتے پینتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے ہیں اور اپنی حاجات سے فارغ ہوتے ہیں۔ لیکن بورڈنگ ہاؤس میں کوئی دوسرے سے متعلق نہیں ہوتا۔ لیکن گھر میں رہنے والے افراد لازماً ایک دوسرے کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق رکھتے ہیں، کوئی باپ ہے، کوئی بیٹا ہے، کوئی بہن ہے۔ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔ جہاں کوئی ادارہ ہوگا اس کا کوئی سربراہ ہوگا۔ اسلام نے گھر کے ادارے کا سربراہ مرد کو مقرر کیا اور اسی کے ذمہ لگایا کہ وہ گھروالوں کو فناش کرے۔ پھر عورت کی ذمہ داری یہ لگائی کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔ اس لیے کہ اطاعت کے بغیر کوئی ادارہ نہیں چل سکتا۔ سورۃ النساء میں فرمایا گیا: پس نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہیں اور عفت و پاکبازی کی حفاظت کرنے والی ہیں۔ پھر بنی اکرم ﷺ نے اس میں بڑا خوبصورت اضافہ فرمایا کہ نیک عورت کی پہلی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے شوہر کی اس کے اوپر نظر پڑے تو وہ مسکرا کر اس کو خوش

کی شناخت کا ایشو ہے۔ جس کو وہ حقوق فرار دیں وہ حقوق ہیں، جس کو کوئی اور حق قرار دے وہ حق نہیں! یعنی کہ کسی کو کپڑے اتارنے کا تحقیق حاصل ہے، کسی کو کپڑے پہننے کا حق حاصل نہیں۔ اس سارے معاملے میں مغرب سو شل کنسٹرکٹ کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ سو شل کنسٹرکٹ کا مطلب یہ ہے کہ "کیا صحیح ہے کیا غلط ہے، کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے، کس کی اجازت ہے، کس کی اجازت نہیں ہے، یہ سب چیزیں سوسائٹی اور مذہب نے ہم پر مسلط کی ہوئی ہیں۔" ایمانیات اور روح کے بارے میں بھی ان کا یہی نظریہ ہے کہ یہ تصورات کچھ لوگوں نے تخلیق کر لیے ہیں۔ اسی طرح مرد اور عورت کے حقوق، حیا، پرده وغیرہ کے متعلق بھی ان کے یہی نظریات ہیں۔ ہمیں اس بارے میں بالکل عصیت سے بالاتر ہو کر شفاف نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اسلام نہ شرقی ہے نہ غربی ہے اسلام صرف ایک عدل کا نام ہے۔ لیکن جب کوئی معاشرہ الہامی ہدایت کو رد کر دیتا ہے تو پھر وہ حدود و قیود اور اعتدال کو چھوڑ دیتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت لوط ﷺ کی قوم کا ذکر آیا حضرت لوط ﷺ اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ "یہ برا ہی کا کام جو تم کر رہے ہو یہ تم سے پہلوں نے نہیں کیا" اور بڑا خاص لفظ وہاں آتا ہے کہ: "وَقَطَعُونَ السَّبِيلَ" اور تم اس سبیل کو کاٹتے ہو۔ یہاں اس سبیل سے مراد وہ ناریں رستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ یعنی صراط مستقیم۔ فرض کریں اگر امریکہ خدا نے اس سبیل ایجمنڈے کو پوری دنیا میں مسلط کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو آپ اندازہ کریں کہ اولاد کا معاملہ اور نسل کا معاملہ کہاں رہ جائے گا۔ رشتہوں کا تقدس، شرم و حیا، یہ سب کہاں جائے گا؟ اگر انسان جانور سے بھی نیچے گر جائے تو کیا یہ انسانیت کی حق تلفی نہیں! الہا اس شیطانی ایجمنڈے کو روکنا پوری انسانیت کا حق ہے جو مغرب کو نظر نہیں آتا، اس حق کے لیے ہم سب کو کھڑا ہونا ہوگا۔ اگر کوئی نظریاتی سطح پر اس گناہ کا علمبردار بتتا ہے تو پھر ایسے لوگوں کا علاج اسی طرح کیا جائے جس طرح بگڑے ہوؤں کا کیا جاتا ہے۔ اسلام میں ہم جنس پرستی کی سخت ترین سزا ہے۔ اس کے لیے عوامی سطح آگاہی کی بھی ضرورت ہے۔ ہم یہاں مہنگائی، بجلی، پانی کے لیے سڑکوں پر نکلتے ہیں تو اس طرح کے قوانین کے خلاف بھی میدان میں آنا چاہیے، خاص طور پر دینی جماعتوں کو اس کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔ عوام کو چاہیے کہ حکومت کو واضح کر دیں کہ ہم نے مسلمان جینا مرتا ہے، ہم تمہاری روشن خیالی کے مطابق روشن نہیں ہونا چاہتے بلکہ ہمارے لیے قرآن مجید اور

میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ ام ایوب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مرود

نام و نسب

اصل نام معلوم نہیں اپنی کنیت "ام ایوب" سے مشہور ہیں۔ اسم گرامی سیدہ ام ایوب، والد کا نام قیس بن سعد تھا۔ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا کی اہمیت تھیں۔

شادی

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت خالد بن زید رضی اللہ عنہا سے ہوا تھا۔ جن کی کنیت ابو ایوب الانصاری تھی وہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔

سیدہ ام ایوب کا قبول اسلام

ایک صحیح کو سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا بیدار ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے شوہر ابو ایوب رضی اللہ عنہا سفر کی تیاری کر رہے ہیں۔ شوہرنے بتایا کہ وہ اس نبی کو دیکھنے کے مکار ہے ہیں جو وہاں ظاہر ہوئے ہیں اور لوگوں کے لیے ایک نیادیں لے کر آئے ہیں اور وہ لوگوں کو بتوں کی عبادت چھوڑ دینے کی دعوت دے رہے ہیں اور ایک اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہے ہیں۔

سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار کو اس مبارک سفر کے لیے رخصت فرمایا۔ انہوں نے اپنے شوہر کے لیے یہ تمبا فرمائی کہ وہ صحیح سلامت پاک دل لے کر اور نیکی سمیٹ کر واپس آئیں۔ کچھ عرصہ بعد ان کے شوہر واپس آئے۔ کچھ دیر آرام کیا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہا اپنی اس ذمہ داری کا احساس رکھتے تھے اور جو کچھ وہاں سے سیکھتے اسے اپنی بیوی ام ایوب رضی اللہ عنہا، اپنے رشتہ داروں اور تمام دوستوں تک پہنچاتے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ منورہ

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو ہر کوئی چاہتا تھا کہ آپ کی اونٹی قصواء کی باغ تھام کر اپنے گھر میں لے جائے تاکہ یہ عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں مہمان ہو اور اس سے بڑھ کر معزز مہمان دنیا میں اور کون سا ہو سکتا تھا۔ اور کون شخص تھا جو اس شرف عظیم کو پانے کا خواہش مند نہ ہو۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کا ذوق شوق دیکھا اور ان کے چہروں سے اندازہ لگایا کہ ہر کوئی آپ کو ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے فی الفور یہ لحاف گھسیت کر پانی پر ڈال دیا تاکہ بہتا ہوا پانی کے رسول کی نصرت پر بیعت کی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہا نے سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ وہ اور ان کے ساتھی کیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور ان کا شیریں اور خوبصورت کلام سننا۔ اور کیسے آپ کا کلام سن کر ان کے دلوں کو سرو ر حاصل ہوا۔ ایسا کلام انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں سن تھا۔ لہذا ہم لوگ اس پر ایمان لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی نصرت پر بیعت کی۔

ابھی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہا نے اپنی بات پوری نہیں

پابند ہے۔"

حضرت ام ایوب و ابو ایوب کو میزبان رسول کی سعادت
قصواء اونٹی آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ پھر تھوڑی دیر بعد اچانک وہ حضرت ابو ایوب خالد بن زید الانصاری رضی اللہ عنہا کے گھر کے سامنے ٹھہر گئی۔ اس وقت سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا اپنے گھر کے سامنے منتظر تھیں کہ دیکھوں اونٹی کہاں ٹھہرتی ہے اور اس وقت وہ اپنے بہتے ہوئے خوشی کے آنسوؤں کو نہ روک سکیں جس وقت انہوں نے دیکھا کہ قصواء ان کے گھر کے سامنے کھڑی ہو گئی ہے۔ یہ خوشی کے آنسوؤں لیے تھے کہ ایک عظیم ترین مهمان ان کے گھر میں داخل ہو رہا ہے اور ان کے مکان کی تعمیر سے لے کر یہ سعید موقعہ پہلی بار آیا تھا۔ لہذا سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا فوراً آپ کے بیٹھنے کے لیے جگہ بنانے کی تیاری کرنے لگیں اور سونے کی خاص جگہ جہاں ان کا عظیم مہمان آرام فرمائے کی تیاری میں لگ گئیں اور مہمان کے کھانے کے لیے مرغوب اور لذیز کھانے کے لیے اہتمام فرمانے لگیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ اس وقت سعادت اور خوش نصیبی کی چوٹی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور انہوں نے سعادت کی انتہا کو پالیا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہا کے مکان کے دو حصے تھے۔ ایک نیچے اور ایک اوپر، سیدہ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر کے بالا خانے پر رہنے کا انتظام کیا تھا اور جب حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالا خانے پر تشریف آوری کے لیے عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے والے درجے کو پسند فرمایا کہ اس میں رہنے سے ان کے ملنے والوں کو آسانی رہے گی۔ لہذا گھر والوں کو کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اس عظیم مہمان کی خواہش کے مطابق نچلے درجے میں ٹھہرائیں۔

حضرت ابو ایوب اور ام ایوب اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی خواہش کے مطابق بالا خانہ میں منتقل ہو گئے تھے مگر دونوں میاں بیوی کو ہر وقت یہ خیال مضطرب رکھتا تھا کہ وہ تو بالائی منزل میں مقیم ہیں اور مہبیط وحی و رسالت پہلی منزل میں۔ ابن ہاشام کا بیان ہے کہ ایک روز بالا خانے پر پانی سے بھرا ہوا برتن پھوٹ گیا۔ میاں بیوی اس خیال سے بے قرار ہو گئے کہ پانی بھہ کر نیچے جائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو گی۔ گھر میں اوڑھنے کا ایک ہی لحاف تھا۔ انہوں نے فی الفور یہ لحاف گھسیت کر پانی پر ڈال دیا تاکہ بہتا ہوا پانی لحاف میں جذب ہو جائے۔ جب پانی کے نیچے بہنے کا امکان

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق عابد ناصر کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0334-4888289

☆ حلقہ فیصل آباد کے دو مبتدی رفقاء محمد حسان اور محمد اذہان کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0302-1694060

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے ملتزم رفیق جناب طارق اکبر کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ ملتان کینٹ کے رفیق محترم مرزا محمد وسیم کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0306-7474600

☆ حلقہ فیصل آباد کے مبتدی رفیق عمران طاہر کے والدہ وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0300-6620067

☆ ٹوبہ بیک سنگھ کے مقامی امیر حافظ محمد نواز کے خالو (سر) وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0304-6836071

☆ حلقہ خبیر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے رفیق محترم تحسین مجتبی کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0347-3286037

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعاۓ مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَأْزْحَمْهُمْ وَأَدْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

قولِ زریں

معاشرے کے بدترین لوگ وہ ہیں جو کمزور کی غلطی پر شور مچاتے ہیں، طاقتوں کی غلطی پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ (خلیل جبراں)

تھے۔ دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پر تپاک حیر مقدم کرتے تھے اور جو کچھ میسر ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

سیدہ ام ایوب کی عبادت گزاری

سیدہ ام ایوب ﷺ کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سعادت یہ حاصل تھی کہ ان کا گھر مسجد بنوی کے بالکل متصل تھا۔ سیدہ ام ایوب ﷺ اپنے شوہر سمیت عبادت میں عملی طور پر مصروف رہتیں اور نہایت ذوق و شوق کے ساتھ فرض نمازیں ادا فرماتیں اور نوافل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتیں اور رات کو بہت کم سوتیں اور نہ صرف ماہ رمضان کے روزے رکھتیں بلکہ دوسرے دنوں میں بھی وہ اکثر روزہ دار رہتیں، اس لیے کہ وہ جانتی تھیں کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی مخصوص عبادت ہے اور اس کی جزا بھی وہ دے گا۔

قرآن کریم تو ان کا بہترین ساتھی تھا۔ قرآن مجید کی جو آیات مبارکہ حضرت ابو ایوب ﷺ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کرتے یہ بھی انہیں پڑھتیں اور یاد کر لیتیں اور قرآن کریم کے اسی تدبیر اور تفہیم کے نہیں لوگوں کے ساتھ نیکی، فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ نیک برتاو اور تمام مسلمانوں کی مشکلات کو دور کرنے کا عملی جذبہ پیدا کر دیا تھا۔

مردویات حدیث

حضرت ام ایوب ﷺ سے چند احادیث بھی مردوی ہیں۔

اولاد

حضرت ام ایوب ﷺ کی جو اولاد ہوئی ان میں سے ایوب، خالد، محمد، تین بیٹوں اور ایک بیٹی عمرہ کے نام معلوم ہیں۔

وفات

حضرت ام ایوب ﷺ کے سالِ وفات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔

سیدہ ام ایوب ﷺ اور حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی شرط پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت فرمائی تھی اور زندگی بھرا نہیں نے اس کی حفاظت کی اور اپنے عہد پر پورے اترے اور فرمائی برداری کی زندگی گزارتے ہوئے وہ اپنے رب کریم سے جاملے۔ اے اللہ کریم ان کی مہمانی کو اپنے ہاں احسن فرمادے جیسے انہوں نے تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمانی احسن طریقے سے فرمائی اور ان دونوں کو جزاۓ خیر عطا فرم۔

نہ رہا تو میاں بیوی نے اطمینان کا سامس لیا۔

ایک دن اپنے بالائی منزل میں مقیم ہونے کا احساس اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ دونوں میاں بیوی حچھت کے ایک کونے میں سکڑ کر بیٹھ گئے اور ساری رات اسی حالت میں جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ساری رات حچھت کے ایک کونے میں بیٹھ کر جا گتے رہے۔“ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبب دریافت فرمایا تو عرض کیا: ”ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! ہر لحظہ یہ خیال سوہاں روح رہتا ہے کہ آپ تو زیریں منزل میں تشریف رکھتے ہیں اور ہم بالاخانہ میں مقیم ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بالاخانے پر تشریف لے چلے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لیے آپ کے قدموں کے نیچر ہناہی باعث سعادت ہے۔“

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور حضرت ابو ایوب ﷺ اور حضرت ام ایوب ﷺ نے بکمال مسرت بخی منزل میں اقامت اختیار کر لی۔

اس عظیم مہمان کی خدمت کے لیے قربانی کا کتنا جذبہ ان میاں بیوی میں موجود تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قسم کی راحت اور آرام پہنچانے کے لیے کتنے بے قرار تھے۔

حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ کے مکان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مسجد بنوی کی تعمیر اور اس سے متعلق ازواج مطہرات کی سکونت کے لیے جھرات کی تکمیل تک

برابر رہا۔ کیا مبارک ہیں ابو ایوب ﷺ اور ام ایوب ﷺ کتنے عظیم مہمان کی مہمانی کا انہیں شرف حاصل ہوا جس کے لیے آنکھوں کو تمذا اور دلوں میں آرزو تھی کہ وہ ہمیشہ کے لیے بیہاں مقیم رہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب ﷺ کے گھر سے مسجد سے متحقہ جھروں میں منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا تو جناب ابو ایوب ﷺ اور ام ایوب ﷺ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس جدائی کو بہت زیادہ محسوس کیا لیکن اس بات سے انہیں تسلی ہو گئی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ان کے گھر کے بہت ہی قریب ہے اور امہمات المومنین کے جھرات جناب ابو ایوب انصاری ﷺ کے گھر کے سامنے واقع تھے۔

ام ایوب کے گھرانے کی سرفرازی

حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ اور ان کی بیوی ام ایوب انصاری ﷺ نہیں تھیں نہایت شریف اور فیاض لوگ تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانہ اقدس میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی کبھی کبھی حضرت ابو ایوب کے گھر تشریف لے جاتے

پُلی تماشا یا انقلاب

عبدالرؤف

سیاسی مصلحتوں کی بنا پر سیکولر اور لبرل جماعتوں کا دم چھلانے ہوئے ہیں اس لیے اگر وہ مروجہ سیاست کے داؤ پیچ آزمانے کے لیے سو شل میڈیا یا دیگر ذرائع سے گندکی سیاست کا حصہ بننے ہیں تو یہ ان کی واقعتاً مجبوری ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی کچھڑ کی جس دلدل میں گر چکے ہیں اس سے باہر نہیں آسکتے، ان کا اس سیاسی آلووگی کا حصہ بننا کوئی دو چار برس کی بات نہیں بلکہ پون صدی کا قصہ ہے۔ لیکن جو حضرات دن رات یہ دعویٰ کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام کا غلبہ صرف اور صرف منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہونے سے ہی ہوگا اور اس کے علاوہ تمام تبدیلی کے طریقے نہ صرف بے کار بلکہ فرسودہ وازا کا رفتہ ہو چکے ہیں، جب یہ بھی سو شل میڈیا کی گندگی کا حصہ بن کر پُلی تماشا کے تماش بینوں کا سامنہ اعلیٰ عمل اختیار کرتے ہوئے دو سیاسی پتیلوں میں سے کسی ایک پر داؤ کھلتے ہوئے اور نعرہ بازی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں تو ہر سو پختے سمجھنے والا انقلابی پریشان ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس کی پریشانی میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب کچھ ”انقلابی بزرگوں“ کو بھی ”انقلابی نوجوانوں“ کی تان میں تان ملاتے ہوئے اس انداز سے سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگرچہ مندرجہ ذیل کام بھی اسلام کے حوالے سے ثابت اقدام ہیں۔ مثلاً مرزائیوں کو کافر قرار دینا، قرآن کریم پر اعراب لگانا، شراب خانوں پر پابندی لگانا، آئین کے دیباچہ کو آئین کا حصہ بنانا، حدود آرڈیننس کا نفاذ، نظامِ زکوٰۃ اور نظامِ صلوٰۃ کا نفاذ، فوجی میسوں میں شراب کی پابندی، اسکلی سے شریعت مل منظور کرانا، اقوامِ متحده میں اسلاموفوبیا پر تقریر کرنا، رحمتِ لیلغلیمین کے نام سے اتھارٹی قائم کرنا، اسکلی ہال میں خاتم النبین تحریر کرنا، ریاستِ مدینہ کا نعرہ لگانا، تقریر سے پہلے ایسا کَ نَعْبُدُ وَ ایسا کَ نَسْتَعِینُ پڑھنا، جلے کا نام امر بالمعروف رکھنا، او آئی سی کے وزراء خارجہ کا اجلاس بلانا لیکن انقلاب کے لیے کرنے کا اصل کام کچھ اور ہے۔

حقیقت میں ان کا اس پروفوس ہونا چاہیے۔ انقلابی جوان ہوں یا بزرگ، خواندہ ہوں یا ناخواندہ سڑک پر کھڑے ہوں یا سو شل والیکٹرانکس میڈیا پر برس پیکار سب کے سب کسی سیکولر ولبرل پارٹی یا شخصیت کی تعریف میں رطب لسان ہیں صرف انہیں سہولت کار کے درمیان فرق کرنے سے بھی قادر ہیں۔

بچپن میں ہم میلوں ٹھیلوں اور صنعتی نمائشوں میں پُلی تماشا دیکھا کرتے تھے۔ جس میں انسانی شکل کے کچھ بھی بس کھیل تماشا سمجھتے ہیں اور ”بابر بے عیش“ کوش کے عالم کردار دکھائے جاتے تھے جن کی اپنی کوئی حیثیت نہیں دوبارہ نیست، پر یقین رکھتے ہوئے اسی چند روزہ دنیا کو ہوتی تھی بلکہ ان کے پیچھے جو آدمی چھپ کر بیٹھا ہوتا تھا اصل اصل سمجھ کر اس میں پھلنے پھونے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ کردار وہی ادا کرتا تھا اور پھر کچھ دیر تماشا دکھانے کے بعد وہ پتیلوں منظر سے غائب ہو جاتی تھیں۔ بالکل اس کی طرح آج بھی کچھ کٹھ پتیلوں قومی و بین الاقوامی سیاست میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں، جس طرح پُلی تماشا تماش بین اپنی جیب سے پیسے ادا کر کے دیکھتے تھے بالکل اسی طرح آج بھی تماش بین اپنی جیب سے پیسے ادا کر کے اور اپنا انفرادی اور اجتماعی سطح پر عبادتِ رب کے عظیم فریضے کی قیمتی وقت بر باد کر کے یہ تماشا دیکھتے ہیں، لیکن ایک فرق بالکل واضح ہے کہ اس دور کے تماش بین اسے ایک کھیل سمجھ کر دیکھتے، کچھ دیر لطف لیتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے جبکہ آج کے تمام تماش بینوں نے اس تماشے کو سے دور ہے۔ لیکن وہ بھی وہی راگ الائپے جارہے ہیں جو پُلی تماشا کے تماش بینوں کی اکثریت الائپ رہی ہے بعض اوقات تو Facebook پیچ سے پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ کوئی اسلامی انقلاب کا داعی ہے یا پُلی تماشا دیکھنے والا سو شل میڈیا پر ان کی تحریریوں یا تقاریروں کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو وہ بھی پریشان ہو کر بھوک ہڑتال کر دیں اور مطالبہ کریں کہ جب تک سو شل میڈیا پر پابندی نہ لگائی جائے ہم اپنی ہڑتال جاری رکھیں گے، اور وہ اسی پر بس نہیں کریں گے بلکہ اگر ان کی اس بھوک ہڑتال کے نتیجہ میں مغربی دنیا کے بڑوں نے ”حقوق تحفظ جنگی حیات“ کے پیش نظر سو شل میڈیا پر مکمل پابندی لگادی تو یہی جانور اس کامیابی پر نہ صرف خدا نے واحد کے دربار میں سمجھدہ شکر ادا کریں گے بلکہ ہر سال اس بات پر ”یومِ شکر“ بھی منایا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان تماش بین نما انسانوں کی شکل میں پیدا نہیں کیا جو ایک پُلی اور اس کے اسلام لانا چاہتے ہیں اُن میں سے زیادہ تر تو وہی ہیں جو اپنے

جهاں تک اسلامی انقلاب کے داعی حضرات کا تعلق ہے تو ان میں بھی دو طرح کی تقسیم ہے، ایک وہ جو انتخابی سیاست کے ذریعہ تبدیلی لانا چاہتے ہیں اور دوسرے وہ جن کے نزدیک صرف اور صرف اسلامی انقلاب ہی تبدیلی کا واحد ذریعہ ہے۔ جو حضرات انتخابی سیاست کے ذریعہ انسانوں کی شکل میں پیدا نہیں کیا جو ایک پُلی اور اس کے اسلام لانا چاہتے ہیں اُن میں سے زیادہ تر تو وہی ہیں جو اپنے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 مئی 2022ء تا 31 مئی 2022ء)

بدھ (25 مئی) مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ بعد ازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔ جمعہ (27 مئی) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (28 مئی) کو لاہور آنا ہوا۔ لاہور ائمہ پورٹ سے جھنگ روائی ہوئی۔ وہاں پر بعد نماز عصر امیر حلقہ فیصل آباد کی معیت میں مولانا معاویہ اعظم طارق صاحب MPA جھنگ سے قرآن اکیڈمی جھنگ میں ایک گھنٹہ پر محیط ملاقات کی، جس میں مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ بعد نماز مغرب وہیں پر رفقاء تنظیم جھنگ اور ان کے اہل خانہ سے خطاب فرمایا۔ رات 09:00 بجے کے قریب پیر ذوالفقار علی نقشبندی صاحب کے مرکز معہد الفقیر اسلامی جاگران کی عیادت کی۔

اتوار (29 مئی) کو صبح فیصل آباد پہنچے۔ 15:09 بجے سے ایک بجے تک حلقہ فیصل آباد کے رفقاء سے ملاقات کی اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ مبتدی و ملتزم رفقاء کی بیعت ہوئی۔ بعد نماز ظہر حلقہ کے ذمہ دار ان سے ملاقات، تعارف اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد ازاں 04:30 بجے (قبل از عصر) مدرسہ جامعہ امدادیہ پہنچے۔ وہاں مفتی طیب صاحب سے ملاقات کی اور درجہ عالیہ کے فارغ التحصیل طلبہ سے تقریباً آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ اس کے بعد جامعہ سلفیہ جانا ہوا۔ مہتمم جامعہ یاسین ظفر صاحب اور اساتذہ سے ملاقات کی۔ ان سے قرآنی نصاب کے حوالے سے گفتگو ہی۔ وہ انسداد سود کے متعلق ایک مضمون لکھ رہے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت میں دیگر معاملات کو چیخ کرنے کے حوالے سے ہمیں ان کی رہنمائی اور تعاون حاصل رہے گا۔

پیر (30 مئی) کی صبح تقریباً پونے آٹھ بجے قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں ایک سالہ کورس کے طلبہ سے آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ بعد ازاں رفاه یونیورسٹی جانا ہوا۔ وہاں پر طلبہ سے خطاب اور سوال و جواب کا پروگرام ہوا۔ وہاں سے فراغت کے بعد قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔ مفتی مسعود ظفر صاحب سے ملاقات طے تھی، مگر وہ اپنے والد کی بیماری کی بنا پر تشریف نہ لاسکے۔ بعد ازاں لاہور واپسی ہوئی۔

منگل (31 مئی) کو دارالاسلام مرکز میں ایک سالہ کورس کے طلبہ سے صبح تقریباً ایک گھنٹہ تذکیری گفتگو کی۔ بعد ازاں شعبہ انگریزی و ناظم زکوٰۃ، شعبہ مالیات سے (آن لائن) اور شعبہ تعلیم و تربیت سے نماز ظہر تک مینگز کیں۔ بعد نماز ظہر شعبہ نظمت اور 4:30 بجے ناظم رابطہ، انتظامی و قانونی امور سے مینگ ہوئی، جو پونے سات بجے تک جاری رہی۔ ان مواقع پر نائب امیر بھی موجود رہے۔ بعد نماز مغرب ”امیر سے ملاقات“ کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 35 سال، تعلیم ایف اے، ذاتی کار و بار اور بیٹی، عمر 33 سال کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل رشتہ درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0315-4030283

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، بیوہ، (ایک بیٹا 8 سال، بیٹیاں 5 اور 6 سال، بچے ناتا کے ساتھ رہ سکتے ہیں) کا سٹ کوارٹی (سنڈھ) کے لیے ملک کے کسی بھی علاقہ میں رہائشی دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑ کے کارشنہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0305-7163979

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیض تنظیم، آرائیں فیملی سے تعلق کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل اردو ادب، قد "3.5."، صوم و صلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑ کے کارشنہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-4831729

مذکورہ بالاجزوی اسلامی کارناموں کی وجہ سے جوان سیاست دان اور غیر سیاست دان حکمرانوں نے اپنی حکومتی مصلحتوں کے تحت چارونا چار سر انجام دیے۔ لیکن 100 ”نمبر کا سوال“ تو یہی ہے کہ کیا ان جزوی اسلامی کارناموں کی وجہ سے وطن عزیز میں کوئی ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیا یا بے چینی اور بے تيقینی کی آگ مزید بھڑکی اور اب یہ آگ کا الاؤ اتنا داک چکا ہے کہ کسی بھی سوچنے سمجھنے والے آدمی کو سمجھنہ میں آرہی کہ اس آگ کو کیسے سرد کیا جائے اور حالات ہرنئے سورج کے طلوع کے ساتھ خرابی کی طرف گامزن ہیں۔ لہذا جو لوگ اس ملک میں کسی حقیقی اسلامی انقلابی تبدیلی کے خواہاں ہیں، ان سے عرض ہے کہ اپنے بولے گئے الفاظ اور لکھی گئی تحریروں پر ایک بار پھر غور کر لیں کہ ان کے ذریعہ پتلی تماشا کے کرداروں کا وزن بڑھ رہا ہے یا کسی واقعی اور حقیقی اسلامی انقلاب کا راستہ ہموار ہو رہا ہے۔ میری اس تحریر سے بھی اگر کسی کو بات سمجھ میں نہ آسکے تو ایک صدی قبل علامہ اقبال کے اس شعر پر ہی تھوڑی دیر خالی الذہن ہو کر اور زندہ و مردہ باد کی نفیات سے باہر آ کر غور کر لیں تو ہو سکتا ہے میری اس تحریر کا مقصد واضح ہو جائے۔

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم اے مسلمان اپنے دل سے پوچھ ملا سے نہ پوچھ ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم



لوگوں پر تین احسان

کیجئے!

﴿نفع نہیں دے سکتے تو نقصان

نہ پہنچا سکیں۔

﴿خوش نہیں کر سکتے تو دکھ

نہ پہنچا سکیں۔

﴿تعريف نہیں کر سکتے تو برائی

نہ کریں۔

A War with Allah (SWT) and His Prophet (SAAW)?

It has been narrated by Abu Saeed Khudri(RA) that he heard the Messenger of Allah (SAAW) say, "Whoever of you sees an evil must then change it with his hand. If he does not possess the means and ability to do so, then [he must change it] with his tongue. And if he is not able to do so, then he must despise it in his heart [maintain persistent and genuine annoyance and displeasure against it]. And that is the slightest [effect of] faith." (*Recorded in Sahih Muslim*).

The hadith thus establishes that it is a primary responsibility of the faithful believers, in particular their rulers, in an Islamic Society to check and prevent the evils and Munkarat prevalent in that society. The second part of the hadith enunciates that if the state is unwilling or unable to play its role in eradicating evils and Munkarat from the country, then the onus falls on the knowledgeable individuals, particularly the religious scholars and men of faith to wage a Jihad in order to inform and educate the general public of the ills prevalent in the society through their talks, speeches and writings. The hadith further elaborates that Muslims in general are required to at least maintain a persistent and genuine annoyance and displeasure against the evils and Munkarat in their hearts that are rampant in their country, when faced with such oppressive circumstances created by a brutal regime. It has been referred to as, "...the slightest [effect of] faith" in the hadith.

The bitter truth remains that our society at large is engaged in all of the evils and Munkarat. Of these ills, some are of an individual nature that occur due to the character flaws of a person, while others are 'collective' and are enforced upon the oppressed masses by the ruling elite. It is the religious and moral obligation of our incumbent rulers to eradicate the latter kind of ills with immediate

effect or else they will be considered disloyal to the religion of Allah (SWT). As far as the former category of ills is concerned, i.e., the sinful deeds done by people on an individual level, it is again the responsibility of a genuine Islamic State to arrange for the positive education and religious edification of the general public.

In fact, apart from polytheism, which is based on the personal belief system of an individual, the most heinous sin and the worst possible Munkar in the sight of Allah (SWT) and His Messenger (SAAW) is the consumption of Riba and all other forms of Riba-based transactions, which, unfortunately has pervaded in various shapes and forms in our economic system. The truth is that riba has become the cornerstone of the entire economic system of Pakistan. The degree of Allah's (SWT) displeasure and disapproval of an economy based on riba can be understood by reading those verses of Surah Al-Baqarah which were revealed after the outright prohibition of riba, thus, "O you who have believed, fear Allah and give up what remains [due to you] of riba, if you should be believers. And if you do not (stop engaging in transactions of riba), then be informed of a war [against you] from Allah and His Messenger..." (*Al-Baqarah, 2:278-279 part*) Is it not clear that these verses decree those involved in transaction of riba as rebels against Allah (SWT) and His Messenger (SAAW), thus Allah (SWT) has declared a clearly manifested war against such rebels? Is it not worth pondering that Pakistan, since the day of its birth, has constantly been engaged in a war with Allah (SWT) and His Messenger (SAAW)? Are we not refusing to embrace Allah's (SWT) mercy, on purpose, by being engaged in an economic system based on riba? Does it need rocket science to understand that the benevolence of Allah (SWT) would never surround

riba? Does it need rocket science to understand that the benevolence of Allah (SWT) would never surround those who are rebelling against Him (SWT)? For what possible reason would Allah (SWT) help those who have rebelled against Him (SWT) and His beloved Messenger (SAAW)? Would those who have rebelled against Him (SWT) be treated the same as those who have submitted to Him (SWT)? Would He (SWT) not make his rebels an example of His (SWT) wrath for everyone to behold?

Let us now turn to the sayings of Allah's Messenger (SAAW) [Ahadith] regarding riba. The Prophet (SAAW) is reported to have said, "The sin of riba constitutes seventy (70) parts, the slightest of which is equivalent to a (depraved) man marrying his own mother." (*Recorded in Ibn e Majah*) Is there any more heinous and wicked of a sin that could be imagined! In another hadith, Jabir (RA) narrates that "The Messenger of Allah (SAAW) cursed the one who consumes riba and the one who pays it, the one who writes it down (records the transaction of riba) and the two who (sign/act as) witnesses to it (the transaction of riba), and he added: they are all the same (in sin)." (*Recorded in Sahih Muslim*)

It is, indeed, a sorry truth of Pakistan's history that the System of riba is being kept up and running, rather arrogantly, even today, despite the fact that the founder of our nation, had stated while inaugurating the building of the State Bank of Pakistan in 1948 that, "I shall watch with keenness the work of your Research Organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world..." (Source: http://www.sbp.org.pk/about/history/h_moments.htm) Apart from rebelling against Allah (SWT) and His Messenger (SAAW), we have also dismissed this instruction given by the father of our nation and

state officials adamantly declare that 'an economy based on riba is inevitable for Pakistan.' It is only due to this blind adherence to the System of riba that Pakistan today has become a slave of the IMF and the World Bank and we have to accept and submit to every order that they give and make it part of our economic policy. Consequently, more than half of the population of Pakistan is forced to live below the poverty line. Poverty, hunger, unemployment and scarcity of resources to fulfill needs has become the fate of this nation. Inflation is rampant and every person living in Pakistan is indebted to International Money-lending institutions. During the last two decades alone, the per capita debt has risen from PKR 35,000 to more than PKR 190,000. Every new ruler of our country starts off by taking further loans from the bloodsucking international donor institutions, thus putting the nation further into grind and after lavishly 'spending' a major proportion of the borrowed money on personal luxury, considers it a 'great successstory'. This vicious and satanic cycle of borrowing debt and repaying on interest continues on and the economic situation of the country has now become worse than ever.

Many a religious scholars and other religious elements of the country have constantly been ringing the alarm bells against this evil and made efforts to direct the attention of our rulers towards this issue. However, the result has not been encouraging yet. Have our rulers decided that they would continue this war against Allah (SWT) and His Messenger (SAAW) and keep fueling it even further? Have they not considered the dreadful fate that awaits them in this world and in the Hereafter? Will they stop short of nothing but making the future of Pakistan as bleak and ominous as possible?

We pray to Allah (SWT) for saving us from such dreadful fate. Aameen!

Compiled: *The Nida-e-Khilafat Team*

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000
Calcium Lactate Gluconate

*Energize the Summer
with Calcium advantage
Takes away Malaise,
Fatigue & Heat Exhaustion*

**MULTICAL -1000**

micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your
Health
our Devotion